اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۱۰ | ۱۴ ربتوک ھش ۱۳۴۰ ۔ ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۳۷

اخبار احمدیہ

نخلہ ۸ ستمبر (بوقت ۱۰½ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"کل حضور کی طبیعت عام طور پر بہتر رہی رات نیند اچھی آگئی اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے"۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی اور کام والی لمبی زندگی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— حضرت مرزا بشیر احمد مدظلہ العالی علاج کی خاطر لاہور تشریف فرما رہنے کے بعد واپس ربوہ تشریف لے گئے۔ اسی طرح حضرت مرزا شریف احمد صاحب مدظلہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں اور لاہور میں زیر علاج ہیں پہلے صرف انتڑیوں میں درد کی تکلیف تھی اب پیٹ میں بھی تکلیف ہوگئی ہے۔ احباب ہر دو مقدس ہستیوں کی شفائے کاملہ عاجلہ کیلئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین

قادیان ۱۲ ستمبر صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

"اعمال کے لحاظ سے احمدی جماعت اسوقت اسلام کی تنہا نمائندہ جماعت ہے"

"وحی و نبوت دونوں کا سلسلہ ابتدائے آفرینش سے جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا

جس کا ثبوت قرآن، احادیث و اقوال اکابر ائمہ سے مل سکتا ہے"

———:(علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ کے قلم حقیقت رقم سے):———

بھارت کے مایہ ناز ادیب و نقاد علامہ نیاز فتحپوری کا مؤقر رسالہ نگار لکھنؤ بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۱ء اس وقت ہمارے سامنے ہے اس میں آپ نے باب الاستفسارات کے تحت کراچی کے ایک دوست کے مراسلہ کے جواب میں احمدیہ جماعت اور مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ایک اہم حقیقت افروز بیان درج فرمایا ہے۔ اور احمدیہ جماعت کو اس وقت اسلام کی تنہا نمائندہ جماعت قرار دیا ہے۔ اس قابل قدر بیان کو افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں بجنسہ نقل کیا جاتا ہے (ادارہ)

حضرت میرزا غلام احمد ۔ احمدیت ۔ احمدی جماعت

(سید حسن بلتستانی ۔ سندھ ٹائمس پریس ۔ کراچی)

السلام علیکم۔ میں جناب کی فراخدلی اور فراخ حوصلگی کا ہمیشہ معترف رہا ہوں آپ کی ہر مسئلہ میں بیباکانہ رائے کا اظہار واقعی عام انسانوں کا کام نہیں اور میری نظروں میں بڑی وقعت ہے۔

احمدیوں کے متعلق کچھ عرصہ سے آپ کے جو خیالات نگار میں شائع ہو رہے ہیں اُس پر بعض حضرات مختلف رنگ میں تبصرہ فرما رہے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ معترضین نے آپ کے خیالات کو سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائی بلکہ جذبات میں بہہ کر اصل بحث سے الگ ہوگئے ہیں — جہاں تک میں سمجھتا ہوں آپ جو کچھ لکھ رہے ہیں وہ احمدیوں کے متعلق لکھ رہے ہیں احمدیت کے متعلق نہیں۔ کیونکہ احمدیت کے بانی جناب مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوائے نبوت یا مہدویت کا دار و مدار عقیدۂ ظہور مہدی پر ہے .... اور انہی پیشگوئیوں کے تحت مرزا صاحب نے مہدی موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ہے .... لیکن آپ نے کب اور کہاں اس عقیدہ کو اپنایا ہے۔ اسی طرح احمدیوں کے عقائد ماسوا چند مسئلوں کے سوادِ اعظم سے ملتے جلتے ہوئے ہیں۔ اور یہ مسائل وہ ہیں جن کو من و عن نہ ماننے پر آپ کو ہمیشہ فتوائے کفر سے نوازا جاتا رہا ہے۔ بس یہ سوال تو یوں ختم ہو جاتا ہے کہ آپ احمدی عقائد کو سراہ رہے ہیں یا آپ مائل بہ احمدیت ہیں۔

سوا یہ کہ احمدیوں اور ان کے بانی مرزا صاحب کے متعلق آپ کے خیالات سو اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے ایک فعّال جماعت تیار کی۔ احمدیوں میں انفرادی طور پر ہو سکتا ہے بُرے لوگ بھی ملیں۔ مگر من حیث الجماعت وہ مسلمانوں میں ممتاز و ممیز نظر آتے ہیں۔ اُن کی تنظیم و یکجہتی۔ ایثار و قربانی۔ انفرادی و اجتماعی جد و جہد مسلمانوں کے لئے قابلِ غیرت ہے اس لحاظ سے ہم مرزا صاحب کے بھی معترف ہیں کہ وہ وقت شناس بزرگ تھے اُن میں یہ قدرت حاصل تھی کہ بقول علماء کرام عربی نہ جانتے ہوئے مولوی نور الدین جیسے عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ انگریزی سے نابلد ہوتے ہوئے محمد علی صاحب جیسے انگریزی داں مفسر قرآن اُن کی غلامی کا دم بھرنے لگے۔ اسی طرح اُنہوں نے مسلمانوں کے بہت سے دل و دماغ کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اُن میں احیائے دین کا جذبہ پیدا کیا۔ ان واقعات سے کسی منصف مزاج کو انکار نہیں ہو سکتا۔

ان تمام خوبیوں کو تسلیم کرنے کے بعد احمدیت اور بانیٔ احمدی جماعت کو ایک اور زاویۂ نظر سے بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جو مسلمانانِ عالم کے لئے باعثِ غور و فکر ہے۔ دراصل باعثِ نزاع جو مسئلہ ہے وہ "ختم نبوت" کا مسئلہ ہے جس کا دعوےٰ بقول قادیانی جماعت مرزا صاحب نے فرمایا اور اس جماعت نے اس دعوے کو اپنایا۔ یہ مسئلہ ایسا ہے جس نے مسلمانوں میں ہیجان سا پیدا کر دیا۔ کیونکہ مسلمان خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی حالت میں کسی کو نبی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور وہ ایسے فرد کو جو زہد و تقویٰ علم و عمل میں کتنا ہی بلند ہونے کے باوجود نبوت کا دعوےٰ کرے اپنے اعتقادات کے تحت کاذب ماننے پر مجبور ہیں۔

اس لئے بحث طلب امر صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا یا نہیں کیا۔ کیونکہ یہ مسئلہ خود مرزا صاحب کے ماننے والوں میں باعثِ نزاع ہے۔ جو مرزا صاحب مرحوم کے خاص مقربین۔ مولانا محمد علی ایم اے۔ خواجہ کمال الدین۔ مولانا صدر الدین۔ ڈاکٹر بشارت احمد۔ مولانا محمد احسن امروہی وغیرہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اسی اختلاف کی بناء پر قادیان سے ہجرت فرمائی اور لاہور میں دوسری جماعت کی داغ بیل ڈالی۔ ادھر ہم یہ بھی کچھ عرصہ سے دیکھ رہے ہیں کہ قادیانی جماعت دبے دبے طور پر ان کوششوں میں مصروف ہیں کہ مرزا صاحب کی نبوت ظلی اور بروزی بحث سے نکل کر مستقل اور پکی نبوت بن جائے۔ سابقہ تحریروں میں

"...... الغرض یہ تھا وہ نازک وقت جب قادیان سے ایک مردِ غیب اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اُس نے اپنی تحریروں، تقریروں اور انتھک کوششوں سے نہ صرف یہ کہ مخالفین اسلام کے ہفوات کا جواب دیا۔ بلکہ مسلمانوں میں ایک ایسی عملی جماعت پیدا کر دی جس کا اعتراف آپ کو بھی ہے"۔

"حضرت مرزا صاحب یقیناً اپنے عہد کے بہت بڑے انسان تھے اور انہوں نے اسلام کی جتنی ٹھوس خدمت انجام دی ہے۔ اس کی دوسری مثال ہمیں کسی اور مسلم جماعت میں نہیں ملتی"۔

"علامہ نیاز فتحپوری"

ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ اول مولانا نورالدین صاحب بھی جہاں کہیں مرزا صاحب آنجہانی کا تذکرہ فرماتے تھے تو وہ "مرزا صاحب" کے الفاظ سے ہی خطاب فرماتے تھے۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کو علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعروں سے ملقب کیا جاتا ہے۔ اُن کے خاندان کے لئے اہلبیت نبوت اہل خانہ کے لئے ام المومنین و ازدواج مطہرات کے لئے مختص ہیں۔ اور گذشتہ صدیوں میں بڑے سے بڑے اولیاء اللہ و مجددین کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ یہ الفاظ اپنے خاندان کے لئے استعمال کریں۔

احمدیت کو اس نظریئے سے جانچنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ......

احمدیہ جماعت آئندہ کیلئے ایک زبردست رجحان کا پتہ دیتی ہے جو اسلام کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے علامہ اقبال نے کسی جگہ فرمایا ہے:۔

..... اس احیائے جدید کے بعد مجوسیت نے مشرق میں دو شکلیں اختیار کیں۔ ان میں سے میرے نزدیک قادیانیت سے بہائیت زیادہ ایمان دارانہ ہے۔ کیونکہ بہائیت نے اسلام سے اپنی علیحدگی کا اعلان اَشکاف طور پر کر دیا۔ لیکن قادیانیت نے اپنے چہرے سے منافقت کی نقاب اُلٹ دینے کے بجائے اپنے آپ کو محض نمائشی طور پر جزو اسلام قرار دیا اور باطنی طور پر اسلام کی روح اور اسلام کے تخیل کو تباہ و برباد کرنے کی پوری پوری کوشش کی .... علامہ سر اقبال

علامہ صاحب کے نزدیک مسئلہ نبوت اسلام کی روح ہے ــــ پس میں آپ سے ملتجی ہوں کہ کیا بحیثیت مسلمان حضرت کو خاتم النبیین مانتے ہوئے مسلمانوں کو اس نئی نبوت کے خطرناک رجحانات سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(نگار) آپ کا استفسار پڑھ کر مجھے خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی۔ خوشی اس بات کی کہ آپ نے حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی انفرادی و اجتماعی خدمات کا اعتراف کرنے میں خود اپنی عقل سلیم سے کام لیا اور دوسرے متعصب مسلمانوں کی طرح محض پر بنائے حسد ان کی [illegible] خدمت کو بھی ستائش کا مستوجب قرار نہیں دیا۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ آپ نے [illegible] پھر وہ باتیں شروع کر دیں جن کا تعلق افواہ و مصلحت سے ہے۔ آپ کی ذاتی تحقیق سے نہیں۔ آپ کا میرزا صاحب کو سراہنا تو خیر ایسا ہی تھا جیسے دن کو دن کہنا۔ لیکن اس کے بعد آپ نے پھر وہی "سنا سنایا" افسانہ شب" شروع کر دیا۔ جو ہر مخالف احمدیت کی زبان پر ہے۔

آپ کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ مسلم جمہور "ختم نبوت" کی قائل ہے اور میرزا صاحب کا اپنے آپ کو نبی کہنا عقیدۂ اسلامی کے منافی ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں آپ نے کبھی اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے یا نہیں کہ ختم نبوت کا صحیح مفہوم کیا ہے (میں اس جگہ لفظ نبوت کی لغوی تحقیق یا اس باب میں خود اپنے ذاتی عقیدہ و خیال کی صراحت ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ بات بہت بڑھ جائے گی اور یوں بھی آپ کے استفسار سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے) اگر اس کا مفہوم "ختم ارشاد و ہدایت" قرار دیا جائے تو درست نہ ہوگا کیونکہ "لکل قوم ہاد" کی صراحت خود قرآن میں موجود ہے۔ اور قومیں خدا جانے کتنی گذر چکی ہیں اور نہ جانے آئندہ کتنی آنے والی ہیں۔ اسی طرح "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کا سلسلہ "امت محمدی" میں برابر جاری رہے گا ــــ اس لئے ظاہر ہے کہ اس کا خاص اصطلاحی مفہوم ہوگا اور یہ مفہوم جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کے سوا کچھ نہیں کہ رسول اللہ خاتم شریعت تھے۔ یعنی آپ کے بعد اور کسی ایسے نبی یا رسول کا ظہور نہ ہوگا جو شریعت قرآنی کو منسوخ کر کے کسی دوسری شریعت کو رواج دے۔

ہر چند اس پر یہ اعتراض ضرور وارد ہو سکتا ہے کہ آیا کسی مخصوص زمانہ کی شریعت خواہ وہ کتنی ہی مکمل کیوں نہ ہو، انسانی مستقبل کے ہر دور اور ہر عہد کے لئے حرف آخر کی حیثیت رکھ سکتی ہے یا نہیں۔ لیکن یہ اعتراض اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب "شریعت اسلامی" کا مفہوم آپ صرف دنیاوی قانون قرار دیں۔ لیکن اگر اس سے مراد اخلاق تسلیم ہو تو بے شک ہم کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ نے جو بنیادی اصول معاشرۂ بشریت کی اصلاح اور عالمی امن و سکون کے قیام کے لئے پیش کئے وہ یقیناً حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان میں کسی حذف و اضافہ کی گنجائش نہیں۔

یہ تو ہوئی منطقی قسم کی بات جس کا اعتراف بعض غیر مسلم مفکرین کو بھی ہے۔ لیکن میرزا غلام احمد صاحب کا تعلق بانی شریعت سے جس درجہ والہانہ و عبدانہ تھا اور ذات نبوی کے ساتھ جو خلوص و شغف ان میں پایا جاتا تھا (قول و فعل دونوں حیثیتوں سے) اس کی مثال اس عہد میں مشکل ہی سے کہیں اور مل سکتی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم	گر کفر این بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پود من بہ سرایہ بعشق او	از خود تہی و از غم آں دلستان پرم

منم مستم رسول و نیاوردہ ام کتاب	ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم
یارب بہ زاریم نظرے کن بہ لطف و فضل	جز دست رحمت تو دگر کیست یاورم
جانم فدا شود بہ رہ دین مصطفےٰ	دین ست کام دل اگر آید میسرم

حیرت ہے کہ جس شخص کا دل رسول اللہ کے متعلق ایسے فدا کارانہ جذبات سے لبریز ہو اور جو صاف صاف یہ کہے کہ "من نیستم رسول" اس کی بابت یہ کہا جائے کہ وہ ختم نبوت کا قائل نہ تھا یا یہ کہ وہ خود رسول بن کر کوئی متوازی شریعت اپنی علیحدہ قائم کرنا چاہتا تھا۔

حضرت میرزا صاحب نے اپنے اس جذبہ و عقیدہ کا اظہار اپنی تحریروں اور تقریروں میں بار بار کیا ہے

۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو جامع مسجد دہلی میں ایک کثیر مجمع کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"میں اس خانہ خدا میں صاف صاف اقرار کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بیدین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

"میں آیت "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" پر سچا اور کامل ایمان رکھتا ہوں (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳)

"خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں (کشتی نوح صفحہ ۱۵)

میں نہیں سمجھتا کہ جناب میرزا صاحب کے ان اقوال کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہ تھے۔ کیونکہ صحیح و درست ہو سکتا ہے، فرق یہ ہے کہ وہ اسکو نبوت تشریعی کہتے ہیں اور آپ اسے نبوت مطلقہ سمجھتے ہیں۔

آپ اپنے خیال کی تائید میں جو سب سے بڑی قوی دلیل پیش کر سکتے ہیں، وہ "لا نبی بعدی" (میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) کی حدیث ہے۔ لیکن اگر اسی کے ساتھ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" (میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہوں گے) والی حدیث کو بھی سامنے رکھا جائے اور دونوں کو متعارض نہ قرار دیا جائے۔ تو یقیناً دونوں حدیثوں میں نبی کا مفہوم ایک دوسرے سے جدا ہونا چاہیئے۔ آیئے اس سلسلہ میں سب سے پہلے "لا نبی بعدی" والی حدیث پر غور کریں۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔ الا ترضیٰ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لیس نبی بعدی"۔ اس حدیث کا تعلق ایک خاص واقعہ سے ہے۔ یعنی جب غزوۂ تبوک میں رسول اللہ حضرت علی کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے اور اپنے نائب کی حیثیت سے مدینہ ہی میں چھوڑ دینا چاہا تو حضرت علی کو اس سے تکلیف ہوئی اور رسول اللہ نے انکے اس جذبہ سے متاثر ہو کر فرمایا کہ "الا ترضیٰ انت ــ الخ" یعنی "کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہو جو ہارون و موسیٰ کے درمیان پائی جاتی تھی۔ سوا اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"۔

ہمارے علماء نے لفظ بعدی کی صراحت میں بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ بعض نے اس سے بُعدِ زمانی مراد لیا ہے اور بعض نے غیری۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ بعدی سے مراد غیری ہے اور اس حدیث کا تعلق صرف غزوۂ تبوک اور حضرت علی کی نیابت سے ہے ــــ اس لئے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ "علی کی نیابت کی حیثیت میرے بعد وہی ہوگی جو موسیٰ کی عدم موجودگی میں ہارون کی تھی لیکن بحیثیت نبی کی سی نہ ہوگی" ــ یعنی "لا نبی بعدی" کا تعلق صرف غزوۂ تبوک اور حضرت علی سے ہے۔ نہ کہ مطلق انقطاع نبوت سے۔

لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیا جائے کہ اس سے مراد مطلقاً انقطاع نبوت ہے تو بھی یہ سوال اپنی جگہ بدستور قائم رہتا ہے کہ:۔ "جس نبوت کے انقطاع کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا ہے اس کی نوعیت کیا ہے"؟

اس باب میں جب ہم اکابر علماء و فقہا کے اقوال پر نگاہ ڈالتے ہیں (جن میں محی الدین ابن عربی، عبدالوہاب شعرانی، مجدد الف ثانی، امام ملا علی القاری اور ہمارے عہد کے مولانا عبدالحی فرنگی محل شامل ہیں) تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد صرف "نبوت تشریعی" ہے۔ یعنی رسول اللہ کا "لا نبی بعدی" کا فرمانا صرف اس معنی میں تھا کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کر کے کوئی دوسری شریعت لائے۔ نہ یہ کہ نبوت کا دروازہ مطلقاً بند ہو جائے گا۔

اس لئے اس بیان سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ خاتم النبیین میں "نبیین" سے صرف صاحب شریعت انبیاء مراد ہیں۔ اور وہ علماء نہیں جو بہ اتباع شریعت قرآنی نبوت کا دعوےٰ کریں۔

اب غور فرمایئے کہ حضرت میرزا صاحب نے اپنی نبوت کا دعوےٰ کس معنی میں کیا ہے؟ اگر انہوں نے شریعت قرآنی سے ہٹ کر خود اپنی کوئی شریعت پیش کی ہے۔ تو ان کا دعوےٰ یقیناً غلط ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ان کے ماننے میں تامل کیوں ہو۔ جبکہ انہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو خادم رسول ہی کی حیثیت سے پیش کیا اور اسی زندگی، اسی کردار اور اسی اخلاق کی تبلیغ کی جسے ہم "اسوۂ نبی" کہتے ہیں۔

اس کی تردید میں آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ اسی معنی میں کیوں انہیں کو نبی تسلیم کیا جائے کسی اور کو کیوں نہیں؟ سو اس کے جواب میں بھی کم سے کم یہ کہہ سکتا ہوں کہ "فاتوا برجل من مثلہ" ــــ اگر کوئی اور ایسا ہے تو اس کو پیش کیجئے۔ جس زمانہ میں میرزا صاحب

(باقی صفحہ پر)

الٰہی جماعتوں کیلئے مصائب و تکالیف سے دوچار ہونا ضروری ہوتا ہے

ملفوظات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲؍مئی ۱۹۴۷ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

فرمایا۔

ہمیں یہ امر اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک اللہ تعالیٰ ہمیں پوری طرح کامیابی عطا نہیں فرماتا ہمارے لئے ہر قسم کے مصائب اور تکالیف سے دوچار ہونا ضروری ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تمام دنیا میں اسلام کو قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ اور جو قومیں اس قسم کا عزم کرتی ہیں یا اللہ تعالیٰ ان کے سپرد ایسا عظیم الشان کام کرتا ہے ان کو تا وقتیکہ وہ کامیاب نہ ہو جائیں پوری طرح امن میسر نہیں آتا اور اگر کوئی قوم اس قسم کا عزم بھی رکھتی ہو اور پھر اسے امن اور سکون بھی حاصل ہو تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے اندر کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور پیدا ہو گئی ہے۔ ورنہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی قوم ساری دنیا پر دین کو غالب کرنے کا عزم بھی رکھتی ہو اور پھر دنیا اس کی مخالفت بھی نہ کرے یا اسے انواع و اقسام کی تکالیف نہ پہنچائے۔ پس اگر کوئی قوم اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کے دعوے کے باوجود امن اور چین سے اپنے کام کو چلا رہی ہو تو یہ شبہ کرنا بالکل جائز ہو گا کہ یا تو یہ دعوے کرنے والا مدعی جھوٹا تھا اور وہ خدا تعالیٰ سے نہیں بلکہ اپنے پاس سے یہ بات بنا کر کہتا رہا اور یا پھر اس کی جماعت کے اندر کوئی کمزوری واقع ہو گئی ہے۔ اس قسم کا دعوے کرنا اور امن چین کی زندگی بسر کرنا دو ایسی متضاد چیزیں ہیں۔ جو کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے

کہ آج تک کوئی ایک مامور بھی ایسا نہیں گزرا جس کی مخالفت نہ ہوئی ہو یا جس کی جماعت کو طرح طرح کی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک مامورین کے حالات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جونہی انہوں نے دنیا کی اصلاح کا دعویٰ کیا دنیا نے ان کی مخالفت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ان کو اور ان کی جماعت کو مصائب اور شدائد میں مبتلا کیا گیا اور کوئی ظلم ایسا نہیں جو ان پر روا نہ رکھا گیا ہو۔ پس یہ قاعدہ کلیہ غیر مبدل ہے۔ اور ہر مامور کی جماعت کو ان حالات میں سے گزرنا ضروری ہے۔ اگر اس قاعدہ کلیہ کے خلاف بات ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ مدعی جھوٹا تھا اور اگر مدعی سچا تھا تو اس کی جماعت کے اندر ضرور بگاڑ پیدا ہو گیا ہے۔ پس ہماری جماعت کو بھی ابھی دشوار گذار گھاٹیوں میں سے گذرنا پڑے گا۔ جن پر پہلی جماعتیں گذریں اور ہماری جماعت کو اسی قسم کے

مظالم کا تختۂ مشق

بننا پڑے گا جس قسم کے مظالم کا تختہ مشق ہم سے پہلی جماعتوں کو بننا پڑا تھا اس لئے ہماری جماعت کو کسی تکلیف یا مصیبت کے وقت گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ اس کے مقابلہ کیلئے اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھنا چاہیئے۔ اور ایسے مصائب کے وقت جہاں سینہ سپر ہونا ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتے رہیں کہ وہ قاعدہ کلیہ جو اللہ تعالیٰ نے ازل سے الٰہی جماعتوں کے لئے مقدر کر رکھا ہے وہ ہم پر ٹھیک بیٹھتا ہے اور پھر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں بھی کرنی چاہئیں کہ وہ ہمیں ہر امتحان میں کامیابی عطا فرمائے اور ہر مشکل کے وقت ہماری رہنمائی فرمائے۔ میں سمجھتا ہوں اگر کوئی شخص احمدیت میں داخل ہو اور پھر مصائب کے آنے پر وہ گھبرا جائے تو

اس کی بالکل ایسی ہی مثال ہو گی

جیسے کوئی شخص اپنے مونہہ میں نمک رکھ لے اور پھر کہے کہ میرا مونہہ نمکین کیوں ہو گیا ہے یا مونہہ میں پھٹکڑی رکھ لے اور شور مچانا شروع کر دے کہ میرا منہ خشک ہو گیا ہے یا کوئی شخص اپنے منہ میں مرچیں رکھ لے اور پھر چلائے کہ میرا مونہہ جل رہا ہے۔ مامورین کی جماعتوں میں داخل ہونا اور یہ امید رکھنا کہ ہم پر تکلیفیں نہ آئیں بالکل غلط ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے وعدے ہوتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو وعدے ہوتے ہیں وہ اپنے اپنے وقت پر پورے ہوتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر شخص خدا تعالیٰ کے وعدوں کے باوجود یہ سوچتا ہے کہ

ہماری جماعت کی ترقی کس طرح ہوگی

اور یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا ہر شخص کے دل میں پیدا ہونا بالکل جائز ہے۔ قرآن کریم کے اندر بھی اس قسم کی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ مومنوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوتا رہا کہ یہ وعدے کب پورے ہوں گے یا کس طرح پورے ہوں گے۔ ایک قبل نبی کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا کہ اے خدا تو اس مردہ بستی کو کس طرح زندہ کرے گا؟ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین نہیں تھا کہ یہ وعدے ضرور پورے ہوں گے۔ مگر ان کا دماغ یہ سوچ رہا تھا کہ

یہ وعدے کس طرح پورے ہوں گے

اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا تھا کہ کیف تحی الموتیٰ اے خدا تو کس طرح مُردوں کو زندہ کرتا ہے اس کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے کہ نعوذ باللہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت احیائے موتیٰ پر ایمان نہ رکھتے تھے اس کے معنے یہ ہیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے یہ استدعا کی تھی کہ بیشک میرا ایمان ہے کہ تو مردے زندہ کرتا ہے۔ لیکن یہ نظارہ مجھے بھی دکھایا جائے۔ پس وہ یہ نظارہ دیکھنا چاہتے تھے۔ اور خواہش رکھتے تھے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ نشان ظاہر ہو۔ جیسا کہ قرآن کریم کے الفاظ ولکن لیطمئن قلبی سے ظاہر ہے حضرت ابراہیمؑ کی اس خواہش کی مثال ایسی ہی ہے جیسے

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ہے

آپ جب جموں ریاست میں طبیب تھے تو ایک دفعہ مہاراجہ جموں نے اپنے بچوں کو کشمیر بھیجا اور حضرت خلیفہ اول کو ان کے ساتھ بطور اتالیق بھیج دیا جب سرینگر پہنچے تو مہاراجہ نے دو ٹوکرے آموں کے اپنے لڑکے پرتاپ سنگھ کو بھیجے اور ساتھ ہی لکھا کہ چونکہ تم بیمار ہو اس لئے آم کھانے کے متعلق حکیم صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اولؓ) سے مشورہ لے لینا کہ کھانے تمہارے لئے مناسب ہیں یا نہیں۔ آپ جب پرتاپ سنگھ کے پاس اس کی نبض دیکھنے کے لئے گئے تو اس نے کہا میرے باپ نے کچھ آم بھیجے ہیں۔ اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ آپ سے پوچھ کر کھاؤں۔ اس وقت چونکہ ابھی آموں کا موسم شروع نہ ہوا تھا اور مہاراجہ کے پاس وہ آم کہیں دور سے تحفۃً آ گئے تھے۔ اور اس نے اپنے لڑکے کو بھجوا دیئے تھے۔ اس لئے آپ کو سُن کر تعجب ہوا کہ آجکل تو آم کا موسم نہیں ہے اس لئے آپ فرماتے تھے

کہ میرے دل میں خیال آیا

کہ دیکھوں تو سہی کیسے آم ہیں۔ چنانچہ میں نے راجہ سے کہا کیسے آم؟ میرا مطلب یہ تھا کہ مجھے بھی کچھ آم دو تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ وہ تمہارے کھانے کے قابل ہیں یا نہیں۔ مگر میرے اس سوال پر کہ کیسے آم راجہ خاموش رہا۔ تین چار دن کے بعد پھر اس نے کہا میرے باپ نے آم بھیجے ہیں اور ساتھ ہی آپ سے مشورہ کی ہدایت کی ہے مگر

آپ نے پھر یہی سوال کیا

کہ کیسے آم؟ اسی طرح ایک دفعہ پھر ایسا ہی ہوا اتنے میں آم سڑ گئے۔ جب واپس گھر گئے تو مہاراجہ نے اپنے بیٹے پرتاپ سے بڑے پیار سے پوچھا کہ پرتاپ! میں نے تم کو جو آم بھجوائے تھے وہ تم نے کھائے تھے؟ لڑکے نے کہا وہ تو سڑ گئے۔ مہاراجہ نے پوچھا کیسے؟ لڑکے نے جواب دیا میں نے تین دفعہ حکیم صاحب سے آموں کے متعلق پوچھا تھا مگر انہوں نے ہر دفعہ یہی کہا کہ کیسے آم؟ اتنے میں وہ سڑ گئے اور کھانے کے قابل نہ رہے۔ مہاراجہ نے کہا تم بڑے کم عقل معلوم ہوتے ہو تم نے تو آئندہ راجہ بننا ہے تم کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ کیسے آم سے کیا مطلب تھا۔ کیسے آم سے تو مراد یہ تھی کہ مجھے بھی آم چکھاؤ۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ حکیم صاحب نے کبھی آم دیکھے نہ تھے اس کا مطلب تو یہ تھا کہ مجھے بھی دکھاؤ۔ تاکہ ہم بھی کھا کر لطف اُٹھائیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے خدا تعالیٰ سے یہ سوال کیا کہ کیف تحی الموتیٰ تو

اس کا یہ مطلب تھا

کہ بے شک آپ مُردوں کو زندہ کیا کرتے ہیں مگر میرے مُردوں کو بھی زندہ کر کے دکھائیں تاکہ میں بھی دیکھ لوں کہ آپ کس طرح مُردوں کو زندہ کیا کرتے ہیں۔ پس حضرت ابراہیمؑ کے اس سوال کا مطلب یہ تھا کہ اے خدا آپ بے شک مُردوں کو زندہ کرتے ہوں گے مگر مجھے بھی تو دکھائیے کہ آپ کس طرح مُردوں کو زندہ کیا کرتے ہیں اور میری قوم اور امت کو بھی زندہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم چار پرندے پکڑ لو اور ان کو سکھاؤ اور ... میں رکھ دو۔ چنانچہ ...

طرف تیزی کے ساتھ چلے آئیں گے

اس تمثیل کے ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ ہم چار دفعہ تمہاری قوم کو جلائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا۔ پہلے حضرت موسیٰؑ کے وقت ابراہیمؑ کی قوم کو بلایا گیا اور زندہ کیا گیا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی قوم کو بلایا گیا اور زندہ کیا گیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی قوم کو بلایا گیا اور زندہ کیا گیا۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ابراہیمؑ کی قوم کو بلایا اور زندہ کیا گیا۔ اب خدا تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہہ رہا ہوگا کہ ہم نے تمہاری قوم کو بلایا یا نہیں اور اس کو زندہ کیا یا نہیں۔ پس

اس قسم کے سوال

ایسے ہوتے ہیں کہ وہ شکوک کے حامل نہیں ہوتے بلکہ دلوں کے اندر صرف یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کے نشانات کو پورا ہوتے دیکھیں۔ جس خدا تعالیٰ کی طرف سے جو وعدے ہوتے ہیں ان پر ایک مومن کو یقین بھی ہوتا ہے لیکن وہ اس یقین کو مشاہدہ تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اور جب وہ مشاہدہ کر لیتا ہے تو وہ ان نشانات کا گواہ بن جاتا ہے۔ پس سب سے پہلا سوال جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑے ہونے والوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ ہم کیسے کامیاب ہوں گے اور

یہ سوال بالکل ایسا ہی ہے

جیسے حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا کیف تحی الموتیٰ اور حزقیل نے کہا تھا انی یحیی ھٰذہ اللہ بعد موتھا۔ ان سوالات کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے احیائے موتیٰ میں شک تھا۔ ان کا مطلب صرف یہ تھا کہ ہمارے لئے بھی اس کا ایک نمونہ دکھا دیجئے۔ پس یہ ایک قدرتی سوال ہے جو انبیاء یا انبیاء کی جماعتوں کے دلوں میں اٹھتا ہے۔ اور یہ ضرور اٹھنا چاہئے کیونکہ یہ سوال ایمان کے خلاف نہیں بلکہ ایمان کا جزو ہے۔ اگر یہ ایمان کا جزو نہ ہوتا تو حضرت [illegible] اور حزقیل علیہ السلام یہ سوال کس طرح کرتے۔ اسی طرح مومنوں کے متعلق بھی قرآن کریم میں آتا ہے کہ وہ اس قسم کے سوالات کرتے رہے ہیں کہ فلاں وعدہ کب پورا ہوگا اور فلاں دن کب آئے گا۔ مثلاً ایک احمدی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں پڑھتا ہے تو وہ بے اختیار [illegible] کہ معلوم نہیں یہ دن کب آئے گا۔ اس کے یہ معنے تو نہیں ہوں گے کہ وہ آپ کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں کسی قسم کا شک رکھتا ہے۔ بلکہ وہ یقین رکھتا ہے کہ یہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہو کر رہیں گی۔ لیکن اس کی یہ خواہش ضرور ہوتی ہے کہ کاش میں ان پیشگوئیوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ لوں۔ کیوں یا کیونکر؟ کا جواب پا لینا ایک مومن کے لئے خوشی کا موجب ہوتا ہے۔

حضرت ذکریا کا واقعہ لے لو

گو میں اس بات کا قائل نہیں کہ حضرت مریمؑ کو ضرور آسمان ہی سے پھل آتے تھے۔ وہ پھل آسمان سے نہیں آتے تھے بلکہ آسمانی تحریک سے آتے تھے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کی ماں کو تسلی دینے کے لئے لوگوں کے دلوں میں مریمؑ کے لئے محبت پیدا کر دی اور وہ اس کے لئے پھل لے آیا کرتے تھے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السماء (تذکرہ صفحہ ۲۴۲) یعنی وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ کے لئے آسمان سے مدد اترتی تھی بلکہ خدا تعالیٰ خود لوگوں کے دلوں میں تحریک کر دیتا تھا اور وہ آپ کی مدد کرتے تھے۔ اسی طرح

خدائی تحریک کے ماتحت

لوگوں کے دلوں میں مریمؑ کی محبت پیدا ہو گئی کہ اس بچہ کی مدد کرنی چاہئے۔ چنانچہ وہ اس کے لئے بے موسم پھل لے آتے۔ جب آتے پھلوں کی ٹوکری لے آتے اسی طرح گرمی میں حضرت مریمؑ کے پاس بہت سا پھل پہنچ جاتا تھا۔ اور جب حضرت ذکریاؑ نے ان سے پوچھا کہ یہ پھل کہاں سے آتا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ آسمان سے خدا تعالیٰ بھیجتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے دینے کا یہ طریق نہیں ہوتا کہ وہ آسمان سے بھیجتا ہے۔ بلکہ ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السماء کے مطابق تائید کرتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا ہے کہ آپ جب زلزلے کے ایام میں شہر سے باہر باغ میں جا کر رہے تو زلزلہ کی وجہ سے مہمانوں کی کثرت ہو گئی۔ جس کی وجہ سے لنگر خانہ کا خرچ بھی زیادہ بڑھ گیا اور خرچ اتنا زیادہ تھا کہ اس وقت کے حالات کے پیش نظر ناقابل برداشت ہو رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دن حضرت ام المومنینؓ سے فرمایا۔ خرچ زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے بعض دوستوں سے قرض لے لینا چاہئے اس وقت تو باغ میں جو دالان بنا ہوا ہے وہ شرقاً غرباً ہے مگر اس وقت یہ شمالاً جنوباً ہوتا تھا۔ اور صحن میں ایک شہتوت کا درخت ہوتا تھا۔ آپ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ان دنوں ظہر و عصر کی نمازیں جمع ہوتی تھیں۔ آپ نمازیں پڑھ کر گھر تشریف لے گئے۔ ابھی آپ اندر نہیں گئے تھے کہ ایک شخص نے جس نے میلے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے آپ کے پاس آیا اور اس نے ایک پوٹلی آپ کے حوالے کر دی۔ آپ پوٹلی لے کر اندر چلے گئے اور دروازہ بند کر لیا اور گننا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ مسکراتے ہوئے اندر سے نکلے اور حضرت ام المومنین مدظلہا العالی سے فرمایا۔ میں نے ابھی روپیہ کے متعلق فکر کا اظہار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا سامان کر دیا۔ نماز پڑھ کر میں آ رہا تھا کہ ایک شخص نے جس کے جسم پر پورے کپڑے بھی نہیں تھے ایک پوٹلی مجھے پکڑا دی۔ میں نے اس شخص کی حالت کو دیکھ کر اندازہ کیا کہ اس میں چند پیسے ہوں گے مگر گننے سے معلوم ہوا کہ چار پانچ سو روپیہ ہے۔ ابھی چند دن ہوئے اس روپیہ دینے والے دوست نے مجھے خط لکھا تھا کہ وہ روپیہ دینے والا میں ہی تھا۔ اس طرح وہ روایت جو میں ایک عرصہ سے بیان کرتا آ رہا تھا اب آ کر اس کی تصدیق ہو گئی۔ وہ دوست ہوشیارپور کے رہنے والے ہیں۔ خدا جانے انہوں نے کس طرح اور کن ضروریات خانگی کے لئے وہ روپیہ جمع کیا ہوگا کہ زمین خریدیں گے یا مکان بنائیں گے۔ لیکن ادھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روپیہ کی ضرورت پڑی ادھر

اللہ تعالیٰ نے ان کو تحریک کر دی

اور انہوں نے روپیہ آپؑ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ غرض انسان کے اندر قدرتی طور پر یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ مشاہدہ کرے کہ فلاں بات کس طرح پوری ہوگی اور کسی بات کو پورا کرنے کے کچھ روحانی ذرائع ہوتے ہیں اور کچھ مادی۔ ہماری شریعت میں بھی یہی طریق ہے کہ ایک گواہ پر کسی معاملہ کا انحصار نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ ایک سے زیادہ گواہیاں طلب کی جاتی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کے یقین کے لئے الہام اور عقل دو ذریعے رکھ دیئے ہیں۔ جب یہ دونوں آپس میں مل جاتے ہیں تو انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ پس مومنوں کے دلوں میں یہ کس طرح اور کیونکر کے سوالات پیدا ہونے ایک قدرتی امر ہے۔ رہا یہ سوال کہ ہماری جماعت کس طرح اور کیونکر ترقی کرے گی اس کے متعلق

عقل اور دماغ کی روشنی

سے کام لینا چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے کہ فلاں فلاں ذرائع ہوں گے۔ تو ترقی ہو جائے گی۔

(الفضل ۲۶ راگست ۱۹۶۱ء)

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم مستری محمد دین صاحب درویش قادیان کا چھوٹا بچہ عزیز وحید الدین عمر چار سال کو کچھ عرصہ سے پیشاب کی تکلیف تھی چنانچہ عزیز کو بٹالہ سول ہسپتال لے جایا گیا جہاں مکرم جناب ڈاکٹر چند رنگھ صاحب نے اپریشن کیا اور مثانہ سے پتھری نکلی اپریشن کامیاب رہا ابھی تک عزیز بٹالہ ہسپتال میں زیر علاج ہے احباب کرام اس کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ والدین کیلئے ہر طرح سے قرۃ العین کے سامان کرے آمین (ایڈیٹر بدر)

۲۔ میری بچی عزیزہ رشیدہ خاتون چند ماہ سے کبھی بیمار اور کبھی اچھی ہو جاتی ہے احباب کرام و درویشان قادیان سے عاجزانہ التجا ہے کہ عزیزہ کی کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں نیز میری ہر قسم کی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ خاکسار جمیل احمد بھیرہ

۳۔ خاکسار کا پوتا عزیز انیس احمد ٹاٹا نگر ہائی سکول میں تعلیم پاتا ہے اور امسال امتحان میٹرک میں شریک ہونے والا ہے عزیز کی شاندار کامیابی کے لئے احباب جماعت اور درویشان قادیان دعا فرمائیں خدا تعالیٰ کریم عزیز موصوف کو دین و دنیا میں کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین

خاکسار سید حسام الدین احمد ٹکلی نائب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ

۴۔ مکرم عنایت اللہ خان صاحب ربوہ کو کچھ عرصہ میں تین چار ایسے شدید صدمات پہنچے جن کی وجہ سے انکی حالت بہت خستہ ہو چکی ہے۔ اب حال ہی میں ان کے لڑکے پر دو قتل کے کیس چل رہے ہیں اور اس لڑکے کا ان کو کافی حد تک سہارا تھا۔ آپ احباب جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں نہایت عاجزانہ درخواست دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکے بیٹے کو باعزت بری فرمائے۔

خاکسار رشیر احمد خان درویش قادیان

۵۔ میرا چھوٹا بھائی پاکستان میں عرصہ تین سال سے بیمار چلا آ رہا ہے جسکی وجہ سے سب کو بڑی پریشانی ہے۔ احباب اس کی جلد کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

خاکسار منظور احمد جمیہ دفتر بدر قادیان

دعائے نعم البدل میرا بھانجہ عزیز محمد مقبول عمر چار سال ابن قاضی محمود نصیر الدین صاحب ادھوالی ضلع گوجرانوالہ پانی میں ڈوب کر فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے نعم البدل اور پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار قریشی محمد شفیع عابد درویش قادیان

خاتم النبیین کی تفسیر آیاتِ قرآنی کی روشنی میں

از محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ربوہ

سورۂ احزاب کا موضوع یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بطور کامل انسان امانتِ الٰہیہ کے حامل ہونے میں یگانہ ہیں۔ آپ آفتابِ حقیقت ہونے کے لحاظ سے سارے عالم کو روشن کرنے والے ہیں۔ جو لوگ آپ سے ایمان کے ساتھ وابستگی اختیار کرتے ہیں وہ آپ سے روحانی تربیت پانے کی وجہ سے آپ کے فرزند ہیں۔ اور آپ ان کے باپ ہیں لیکن جسمانی طور پر آپ کا کوئی نرینہ فرزند نہیں۔ ہاں آپ کا روحانی ابوت کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ اس سورۃ میں رسم تبنّی کا ابطال کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جسمانی ابوت کی نفی فرمائی۔ اور آپ کے مقامِ رسالت و خاتمیت کے لحاظ سے روحانی ابوت کا اثبات فرمایا۔

آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیماً اس موضوع کے لئے بنیادی آیت ہے بلحاظ نزول کے یہ آیت ۵ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ وسلم کے حضرت زینبؓ سے نکاح کرنے کے موقع پر نازل ہوئی لیکن یہ ایک مستقل مضمون کے لئے کلید ہے۔ مکی زندگی میں حضور علیہ السلام کے دشمنوں نے آپ کو ابتر یا مقطوع النسل قرار دیا تھا جس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ نازل فرمائی تھی۔ عربوں میں متبنیٰ بنانے کی رسم موجود تھی۔ حضور علیہ السلام نے زید بن حارثہ کو اپنا متبنیٰ بنا لیا۔ اور لوگ انہیں زید بن محمدؐ کہتے تھے۔ مدنی سورۃ احزاب کے شروع میں اللہ تعالےٰ نے وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ کے اعلان کے ذریعہ متبنیٰ بنانے کے طریق کو غلط قرار دیدیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زید بن محمدؐ پھر زید بن حارثہ کے نام سے پکارے جانے لگے۔ عملی طور پر رسم تبنّی کا ابطال تو ہوگیا۔ کہ حضرت زیدؓ کی مطلقہ حضرت زینبؓ سے حضور علیہ السلام نے شادی کرلی۔ سورۂ احزاب کے آغاز میں النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم فرما کر بلحاظ نبی حضور علیہ السلام کو مومنوں کا باپ قرار دیا جاچکا ہے حضرت زینبؓ سے شادی پر دشمنوں نے دو طور سے اپنے اعتراض کو دہرایا اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کرلی ہے (عربوں کے رواج کے مطابق تبنی بیٹا سمجھا جاتا تھا) دوم آنحضرت صلعم (معاذ اللہ) ابتر ہیں۔ آپ کی اولاد نہیں ہے۔

ان دونوں اعتراضوں کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیماً

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ آپ زید کے بھی باپ نہیں۔ اور جب زید آپ کا بیٹا ہی نہیں تو یہ اعتراض خود بخود باطل ہوگیا کہ آپ نے اپنی بہو سے شادی کرلی ہے۔ دوسرے اعتراض کی تردید میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمایا۔ کہ آپ کی روحانی اولاد ہے۔ اور آپ تمام روحانی انسانوں کے باپ ہیں۔ آپ کو ابتر قرار دینا پرلے درجے کا جھوٹ ہے۔

آیت النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم میں آنحضرت کو بوجہ نبی ہونے کے مومنوں کا باپ ٹھہرایا گیا تھا۔ آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم میں آپ کے باپ ہونے کی نفی کی گئی۔ اس پر طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اب آپ نبی بھی نہیں رہے۔ اس سوال یا اس وہم کے ازالہ کے لئے حرفِ استدراک لٰکن لایا گیا۔ اور اس کے بعد رسول اللہ کہہ کر مومنوں کے لئے آپ کی ابوت روحانی کو ثابت کیا گیا۔ اور اس پر ترقی کرکے ابوت روحانی کی وسعت و بلندی کے طور پر آپ کو خاتم النبیین ٹھہرایا گیا۔ اس طور پر من وجہٍ مغایرت کے باوجود معطوف علیہ اور معطوف اصل مقصد (اثبات ابوت روحانی) میں متحد ہیں۔ پس لفظ خاتم النبیین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محل مدح پر واقع ہوا ہے اور آپ کی ابوت کے دائرہ کو کامل قرار دے رہا ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ اس آیت میں لٰکن رسول اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ابوت کو حسب قاعدہ "کل رسول ابو امتہ" تا قیامت آپ کی امت کے افراد پر ثابت کر رہا ہے۔ گویا رسول اللہ ابوت معنوی کی کمیت پر دلالت کرتا ہے۔ پھر ابوت معنوی کے ارتفاع اور بلندی کو بیان کرنے کے لئے لفظ خاتم النبیین لایا گیا۔ گویا خاتم النبیین ابوت معنوی کی کیفیت پر دلالت کرتا ہے۔ اس طرح سے اس آیت کریمہ میں دشمنانِ اسلام کے اعتراضوں کے جواب کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند ترین مقام خاتم النبیین عین موقعہ پر بیان کر دیا گیا۔

اس وقت صرف یہ سوال زیر بحث ہے کہ آیات قرآنیہ خاتمیت محمدیہ کے کس مفہوم پر روشنی ڈالتی ہیں؟ آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم قرار دے کر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ حضور زمرۂ انبیاء کے زمانی طور پر آخری فرد ہیں اور آپ کی امت فیضان نبوت سے یکسر محروم کر دی گئی ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے درجۂ کمال کے اعتبار سے نبیوں میں آخری یعنی سب سے بالا و برتر ہیں۔ آپ کی شریعت تمام شرائع کی جامع اور ابدی ہے۔ اور آپ کی امت کے لئے آپ کے ذریعہ سے جملہ فیوض و برکات کے دروازے کھلے ہیں؟

اول الذکر مفہوم کے حامی علماء و غیر علماء صاحبان کسی ایسی آیت قرآنی کی نشاندہی کرنے سے قاصر ہیں۔ جو ان کے مزعومہ انقطاع نبوت مطلقہ پر دلیل ہو وہ اسی آیت خاتم النبیین کو مصادرہ علی المطلوب کے طور پر دلیل ٹھہراتے رہتے ہیں۔ ثانی الذکر مفہوم جماعت احمدیہ کا مسلمہ ہے۔ اس مفہوم کی دیگر آیات قرآنیہ سے تائید مزید ہوتی ہے۔ اس لئے القرآن یُفسّر بعضہ بعضاً کے اصل کے مطابق یہی مفہوم درست اور صحیح قرار پائے گا۔

آیت خاتم النبیین سورۂ احزاب میں وارد ہوئی ہے۔ خاتم النبیین کے ذکر کے بعد اللہ تعالےٰ نے اسی سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے مقام کی وضاحت کرتے ہوئے آپ کو سراجاً منیراً ٹھہرایا ہے۔ آپ ایسے روشن چراغ ہیں جس سے تمام آفاق میں نور پھیلے گا۔ اور آپ اپنے امتیوں کو منور کریں گے۔ لفظ سراجاً منیراً کے متعلق امام بن محمد بن عبد الباقی الزرقانی لکھتے ہیں:۔

" قال القاضی ابو بکر بن العربی قال علماؤنا سمی سراجاً لان السراج الواحد یؤخذ منہ السراج الکثیرۃ ولا ینقص من ضوئہ شیء "

ترجمہ:۔ کہ قاضی ابوبکر بن العربی کہتے ہیں کہ ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج (چراغ) اسلئے قرار دیا گیا کہ ایک چراغ سے صدہا دوسرے چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں مگر اصل چراغ کی روشنی میں اس سے کوئی کمی نہیں آتی۔ (زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۱)

لوگ تو لفظ خاتم النبیین کو افضال ربانیہ کے انقطاع کے لئے بطور دلیل ذکر کرتے ہیں مگر اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا (احزاب ۴۷) کہ آپ اپنے امتی مومنوں کو بشارت دے دیں کہ ان کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے فضل کبیر (بڑا فضل) مقدر ہے۔ امت محمدیہ کے لئے جو فضل الٰہی مقدر ہے اس کی تشریح خود اللہ تعالےٰ نے فرما دی۔ فرمایا:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا۔ (النساء ۶۹ - ۷۰)

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اس رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے یعنی اُن کے ہم پایہ ہوں گے جن پر اللہ تعالےٰ نے پہلے انعام فرمایا ہے۔ یعنی نبیوں صدیقوں۔ شہیدوں اور صالحین کے ہم درجہ ہوں گے یہ لوگ بہترین رفیق ہیں یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالےٰ خوب جاننے والا ہے۔"

اس آیت پر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اس میں امت محمدیہ کے درجات و مراتب کا بیان ہے۔ گویا سورۂ احزاب میں جس فضل کی بشارت دی گئی ہے وہ یہی چار درجات ہیں جو سورۂ نساء میں بیان ہوئے ہیں اس لئے ان کے ذکر کے بعد ...

فرمایا ہے ذالک الفضل من اللہ کہ یہ وہی موعود فضل الٰہی ہے جس کا وعدہ مومنین امت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ احزاب میں دیا گیا تھا۔ آیت خاتم النبیین کے آخر پر بھی کفیٰ باللہ علیما لایا گیا ہے۔ اور آیت من یطع اللہ و الرسول کے آخر پر بھی کفیٰ باللہ علیما ذکر ہوا ہے تا صاف دلالت ہو۔ کہ اس آیت میں خاتمیت محمدیہ کی تشریح کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان انعامات اور افضال کا ذکر ہے جو آپؐ کی امت کے لئے علیٰ قدر مراتب مقدر ہیں۔

امام راغبؒ اپنی کتاب المفردات فی غریب القرآن میں لکھتے ہیں:۔

”مع یقتضی الاجتماع
اما فی المکان نحو ھما معاً
فی الدار او فی الزمان
نحو وُلِدا معاً او فی المعنی
کالمتضایفین نحو الاخ
والاب فان احدھما
صار اخاً للآخر فی حال
ما صار الآخر اخاہ واما
فی الشرف و الرتبۃ
نحو ھما معاً فی العلو“
(المفردات زیر لفظ مع ص۴۸۶)

کہ لفظ مع اجتماع کا متقاضی ہے۔ اور یہ اجتماع چار طرح سے ہو سکتا ہے (۱) دونوں ایک مکان میں اکٹھے ہوں۔ (۲) دونوں ایک زمانہ میں اکٹھے ہوں (۳) دونوں ایک وصف میں شریک ہوں (۴) دونوں ایک درجہ اور مرتبہ میں یکساں ہوں۔

ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کے لئے سابق نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ زمانی اور مکانی معیت حاصل نہیں تھی۔ سابق منعم علیہم لوگوں کے ساتھ امت محمدیہ کی معیت صرف درجہ اور مرتبہ میں یگانگت والی ہی ہو سکتی ہے۔ اسی قسم کی معیت آیت قرآنی وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران ۱۹۴) میں بھی مراد ہے۔ کیونکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ ہمیں نیک ہونے کی صورت میں موت دیجیو۔ یہ معنے ہرگز نہیں کہ جب کوئی نیک مرنے لگے تو ہماری بھی روح قبض کر لیجیو۔ چونکہ آیت ومن یطع اللہ والرسول میں خیر امت کے مراتب اور مناقب کا ذکر ہے۔ اس فضل کا بیان ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے اس جگہ اشتراک مرتبہ کے معنے ہی ہو سکتے ہیں اگر کہو کہ نبی کوئی بھی نہیں ہو سکتا تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ امت میں سے کسی کے صالح، شہید اور صدیق بننے کا بھی امکان نہیں کیونکہ مع کا لفظ تو سب کے ساتھ ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مع کے موقعہ کے لحاظ سے مختلف معنے ہوتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں بھی یہ لفظ مختلف معنوں میں آیا ہے جس سے بعض لوگوں کو غلطی لگ جاتی ہے۔ لیکن لفظ مع لغت اور آیات کی رو سے اشتراک فی المرتبہ کے معنے بھی رکھتا ہے اور آیت زیر نظر میں اس معنی کے سوا کوئی معنے چسپاں نہیں ہو سکتے۔ ہماری اس تشریح سے ان لوگوںؒ کی غلطی بالکل عیاں ہو جاتی ہے۔ جو اس آیت کے جواب میں آیات محمد رسول اللہ والذین معہ۔ ان اللہ مع المؤمنین ان اللہ مع الصابرین۔ ھو معکم اینما کنتم پیش کرتے ہیں یہ قیاس مع الفارق ہے۔

اب ہم پہلے مضمون کی طرف عود کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے آپ کو ابتر قرار دیا۔ سورۂ احزاب میں اس کا جواب ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے لفظوں میں دیا گیا ہے۔ اور سورۂ الکوثر میں اس اعتراض کا جواب انا اعطینک الکوثر کے الفاظ میں دیا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین اور صاحب الکوثر ہونا ابتر کے اعتراض کا رد ہے۔ علامہ مجد الدین الفیروز آبادی اپنی لغت کی کتاب میں الکوثر کے معنوں میں لکھتے ہیں:۔

”الکوثر۔ الکثیر من کل شیٔ،
الاسلام، النبوۃ،
الرجل الخیر المعطاء
السید، النھر۔ نھر فی
الجنۃ تتفجر منہ جمیع
انھارھا“

یعنی کوثر کے معنے ہیں (۱) ہر نعمت کی کثرت (۲) اسلام (۳) نبوت (۴) بہت سخی اور بابرکت انسان (۵) سردار (۶) دریا (۷) جنت کی وہ بڑی نہر جس سے سب نہریں پھوٹتی ہیں۔ (القاموس المحیط)

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان تمام معانی کے لحاظ سے صاحب الکوثر کہا گیا ہے۔ آپ کو تمام روحانی نعمتوں کی فراوانی عطا ہوئی۔ آپ کے ذریعہ کامل دین اسلام قائم ہوا۔ آپ کے ذریعہ امت پر نبوت کے دروازے کھلے آپؐ کی امت میں عظیم الشان وجود (مسیح موعود) پیدا ہوا۔ سب لوگوں کا سردار ہونے کے باوجود محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر فخر ہے۔ روحانی نہریں آپ کے وجود باجود سے جاری ہوئیں اور جنت میں بھی آپ حوض کوثر پر ساقی ہوں گے۔ سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کا کس قدر اونچا مقام ہے

الکوثر کے ایک معنے از روئے لغت النبوۃ کے ہیں۔ اس جگہ انا اعطینک الکوثر سے یہ مراد تو ہو نہیں سکتا کہ ہم نے آپ کو نبی بنا دیا ہے۔ نبی تو آپ اس سے پہلے بن چکے تھے۔ یہ تو ابتر کے اعتراض کی تردید کی جا رہی ہے جس کے صرف یہی معنے بن سکتے ہیں کہ اب سب سے بڑی روحانی نعمت نبوت بھی آپ کے دامن سے وابستہ کر دی گئی ہے۔ اور آپ کو ہمیشہ کے لئے صاحب الکوثر قرار دیا گیا ہے۔ احادیث میں آنحضرت کا ایک نام ”صاحب الخاتم“ بھی آیا ہے۔ (زرقانی جلد۳ ص۱۶۵) پس معلوم ہوا کہ خاتم النبیین میں آپؐ کو افاضۂ نبوت والی مہر کے دیئے جانے کا ذکر ہے اور یہی وہ امتیازی مرتبہ ہے جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا۔

قرآن مجید میں خاتم النبیین کے مفہوم کی وضاحت کرنے والی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ مثلاً اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر (الحج ۷۵) یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی (اعراف ۳۵) ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران ۱۷۹) انی جاعلک للناس اماماً قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین (البقرہ ۱۲۴) الیوم اکملت لکم دینکم (مائدہ ۳) انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (الحجر ۹) لیکن مندرجہ بالا تشریح کے بعد ہر آیت پر تفصیلی بحث کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

قرآن مجید نے خاتم النبیین کے مفہوم کے متعین کرنے کے لئے صاف صاف ہدایت کر دی ہے۔ دین اسلام کامل ہے۔ شریعت حقہ میں کسی تبدیلی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام نبیوں کے مقام سے بلند تر ہے۔ اور آپؐ کا افاضۂ کمال سب سے زیادہ اور کثیر ہے۔ آپؐ کی امت کے لئے بشرط اطاعت چار قسم کی نعمتوں کے پانے کے دروازے کھلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہٗ۔

سلہ رسالہ ختم نبوت مؤلفہ پرویز صاحب ”طلوع اسلام“ کراچی ص۴۸

منقولات

ہمارا رسولؐ غیروں میں مقبول

وزیر تعلیم مدھیہ پردیش کی خراج عقیدت

بھوپال میں منعقدہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رپورٹ کا خلاصہ:۔

”عرب کے جن حالات میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا پیغام دیا اور عورتوں کو خصوصی حقوق و مراعات، غلامی کے خاتمہ، مساوات، اونچ نیچ کے خاتمہ اور خدا پر بھروسہ کی جو تعلیم دی وہ دنیا کے بہتر سے بہتر انسان کے شایان شان تھی۔ حضرت محمد صاحب صلعم نے اسلام کی تعلیم پر خود عمل کر کے دنیا کے سامنے اپنی عملی زندگی کی بہترین مثال پیش کی۔ آپؐ کی تعلیمات نے دنیا کو ایسی روشنی دی ہے جس سے ہر زمانہ میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے“

یہ الفاظ یہاں سیرت النبیؐ کے ایک جلسہ عام کی صدارت کرتے ہوئے وزیر تعلیم ڈاکٹر شنکر دیال شرما نے کہے۔ آپ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ عرب کے اس زمانہ میں عورتوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا جاتا تھا وہ نہایت ہی خراب تھا۔ لیکن حضرت محمد صاحب صلعم نے عورتوں کا درجہ بلند کیا۔ اور عورتوں کو وراثت وغیرہ کے جو حقوق دیئے آج کی دنیا میں بھی ان کی اہمیت اور وسعت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں غلام رکھنا ایک عام دستور تھا۔ لیکن حضرت محمد صاحبؐ نے اس بات کو نہ صرف پیش کیا کہ انسان انسان میں فرق نہ رہنا چاہیئے۔ اور آقا اور غلام کا امتیاز ختم ہونا چاہیئے۔ بلکہ لوگوں کے دلوں کو اپنے اعلیٰ اخلاق سے اس طرح تبدیل کر دیا کہ انہوں نے بخوشی تمام باتوں کو قبول کیا۔ دلوں کی اس طرح تبدیلی کسی بڑے انسان کا ہی کارنامہ ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں میں پست ہمتی کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر شرما نے کہا کہ جب میں یہ سنتا ہوں کہ مسلمانوں میں پست ہمتی پیدا ہو رہی ہے تو مجھے تعجب ہوتا ہے۔ چونکہ میرا یہ یقین ہے کہ حضرت محمد صاحبؐ کی تعلیمات کو ماننے والا مسلمان کبھی پست ہمت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ان میں ایسی کوئی خرابی پیدا ہو رہی ہے تو اس کی وجہ ان کے یقین اور عقیدہ کی کمزوری ہو سکتی ہے جسے ختم ہونا چاہیئے حضرت محمد صاحبؐ نے خدا پر بھروسہ، انسانوں کی خدمت سچائی اور انصاف کی جو تعلیم دی ہے اس پر پہلے خود عمل کر کے اپنی عملی زندگی کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے ان کا یہی پیغام دنیا کے الجھے ہوئے مسائل کا حل ہے۔

ڈاکٹر شرما نے خاص طور پر مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو جو تعلیم دی گئی ہے اس کو سامنے

مختلف مقامات میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت جلسے

جماعت احمدیہ آسنور

مورخہ ۲۵ر اگست بعد نماز جمعہ جامعہ مسجد احمدیہ آسنور میں زیر صدارت مکرم مولوی عبدالواحد صاحب جلسہ سیرت النبی منعقد ہوا۔ حاضری قریباً سو کے قریب تھی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مولانا نور احمد صاحب فاضل نے حضور صلعم کی سیرت پاک پر نہایت بصیرت افروز تقریر کی۔ پھر محمد یوسف صاحب ڈار نے حضورؐ کے اُسوہ حسنہ پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد مکرم سعید احمد صاحب ڈار نے سہ

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فنا فی الرسول کے مقام پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ اس زمانہ میں حضور کے غلاموں میں سے اللہ تعالےٰ نے دُنیا کی ہدایت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ بعد ازاں مکرم مولانا عبدالواحد صاحب نے جناب سرور کائنات کی شجاعت اور استقلال امین وصادق ہونے کے پہلوؤں پر نہایت روح پرور تقریر فرمائی۔

آخر میں حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب صحابی نے نہایت رقت آمیز دعا کے بعد جلسہ چار بجے شام ختم کیا۔

خاکسار
سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ آسنور

جماعت احمدیہ جمشید پور

مورخہ ۲۷ر اگست کو بعد نماز مغرب زیر صدارت امیر صاحب مقامی جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سید احتشام الدین صاحب نے کی۔ اور عزیزم محی الدین سلمہٗ نے نظم پڑھی۔ پھر صاحب صدر نے اس جلسہ کی غرض و غایت مختصر الفاظ میں بیان کی۔ اس کے بعد خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض کو بیان کرتے ہوئے آپ نے تعلق باللہ کے ضمن میں جو تعلیم دی اس کو با لوضاحت بیان کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں اس تعلیم پر عمل کر کے صحابہؓ نے جو ترقیات حاصل کیں ان کو بیان کیا گیا۔ اس کے بعد عزیز سید ہمام الدین سلمہٗ نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی مشہور نظم "محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام علیک الصلوٰۃ علیک السلام" پڑھ کر سنائی۔ پھر میاں مکرم سید احتشام الدین صاحب نے اخبار بدر سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ایک مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود پڑھ کر سنایا جس میں رسول پاک صلعم کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات درج تھے۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب مقامی نے اپنی صدارتی تقریر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف حالات کو بیان کیا جن سے اسلامی مساوات۔ حضور کا عدل و انصاف اور حضور کی رواداری پر روشنی پڑتی تھی۔ آپ نے اپنے مضمون "امن عالم" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور بتلایا کہ حضور حتی الوسع لڑائی سے بچنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اسلامی جنگ دفاعی تھی۔ جبکہ مسلمانوں کو ہر رنگ میں دُکھ دیا گیا اور زندگی اجیرن کر دی گئی تو اللہ تعالےٰ نے ظالم کا مقابلہ کرنے کی اجازت دی۔ بالآخر فتح مکہ کے بعد ان جانی دشمنوں کو جو متواتر اکیس سال تک طرح طرح سے طرح طرح کے دکھ دیتے آئے تھے۔ لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر معاف فرما دیا۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار میں سے وہ کلمات طیبات پڑھ کر سنائے جو حضور نے آپ کی تعریف میں بیان فرمائے ہیں۔ بعد دعا جلسہ ساڑھے آٹھ بجے برخواست ہوا۔

خاکسار
سید حمید الدین احمد
سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ جمشید پور

موگرال (کیرالہ)

جماعت احمدیہ موگرال (کیرالہ) کے زیر اہتمام ایک جلسہ سیرت النبی صلعم مورخہ ۳۰ر اگست کو مسجد احمدیہ موگرال میں زیر صدارت محترم مولوی محمد ابوالوفا صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ منعقد ہوا۔ موگرال میں یہ سب سے پہلا پبلک جلسہ ہے جو جماعت احمدیہ کے زیر انتظام منعقد ہوا۔ اس گاؤں میں سوائے دو احمدی گھرانوں کے باقی سب آبادی غیر احمدیوں کی ہے۔ اور مخالفت کا گڑھ ہے۔ لیکن یہ جلسہ امید سے بڑھ کر کامیاب رہا۔ اگرچہ لوگوں نے کھلم کھلا اس جلسہ میں شرکت نہیں کی لیکن گھروں اور دکانوں میں نیز اپنی مسجد میں بیٹھ کر جلسہ کی تمام تقاریر سنیں۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد محترم صدیق امیر علی صاحب نے جلسہ کی غرض وغایت بتائی۔ بعدہ خاکسار نے آنحضرت صلعم کی سیرت، اسوۂ حسنہ، اخلاق فاضلہ اور آپ کی تعلیم کے متعلق پون گھنٹہ تک ملیالم زبان میں تقریر کی۔ اس کے بعد عزیز اشرف علی صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے بعنوان شانِ خاتم النبیین ایک مختصر تقریر اردو زبان میں کی۔ تیسری تقریر مولوی محمد احمد صاحب کی تھی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مشابہت بیان کی۔

آخر میں صدر محترم نے آنحضرت صلعم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک گھنٹہ تک عالمانہ تقریر کی۔

اس طرح یہ مبارک جلسہ ½ ۱۱ بجے رات بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ۔ اس جلسہ کے متعلق نوٹس کے ذریعہ شہر میں مشتہر کر دیا گیا تھا۔ اور جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا عمدہ انتظام تھا۔

خاکسار محمد عمر مالاباری نزیل موگرال

جماعت احمدیہ یادگیر

مورخہ ۲۵ر اگست بعد نماز جمعہ بصدارت امیر جماعت احمدیہ یادگیر یہ مبارک جلسہ منعقد ہوا۔ لیکن چونکہ امیر جماعت صاحب کی صحت ناساز تھی۔ اس لئے صدارت کے فرائض محمد خواجہ صاحب غوری نے انجام دیئے۔

تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مولوی نذیر احمد صاحب ہودرلی نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات عورتوں پر" تقریر کی۔ جس میں آپ نے اسلام سے قبل عورت کی حالت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عورت کو کس طرح ذلیل اور حقیر سمجھا جاتا تھا، آپ ہی کا احسان ہے کہ آج عورت کو مرد کے برابر قدر کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔

بعدہٗ مولوی بشیر الدین صاحب نے "آنحضرت صلعم کے دنیا پر احسانات" کے عنوان پر تقریر کی۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ آنحضرت صلعم کے دُنیا پر بہت احسانات ہیں۔ جن میں سے آپ نے توحید اور علم سکھانے کا مفصل رنگ میں ذکر کیا۔

تیسری تقریر مکرم رفعت اللہ صاحب غوری کی ہوئی۔ آپ نے آنحضرت صلعم کو کامل انسان اور کامل نمونے کے طور پر پیش کیا۔ اور بتایا انسان نمونہ کا محتاج ہے۔ اور وہ نمونے کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا چونکہ آنحضرت صلعم ہر انسان کے لئے کامل نمونہ ہیں اور کامل اسوہ حسنہ ہیں۔ اور زندگی کے ہر دور میں آپ نے کامل نمونہ اور کامل اسوہ پیش کیا ہے آپ پر یتیمی کا زمانہ بھی آیا۔ اور یتیموں کے لئے نمونہ ثابت ہوئے۔ آپ کو بادشاہی اختیارات حاصل ہوئے اور بادشاہی کے جملہ فرائض سر انجام دیئے۔ مگر کبھی بادشاہ نہیں کہلائے۔ اس طرح سے آپ نے آنحضرت صلعم کی غربت۔ اسیری۔ محکومیت، مظلومیت وغیرہ کا ذکر کرتے

سلام بحضور رسول الانام صلے اللہ علیہ وسلم

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

مدینے کے والی سلامٌ علیک 　 تری شان عالی سلامٌ علیک
ہمیں بھی عطا ہو برائے خدا 　 وہ آبِ زلالی سلامٌ علیک
ہے اللہ کا فضل تم پر عظیم 　 ہیں ہم سب سوالی سلامٌ علیک
تری بارگہ میں جو حاضر ہوا 　 نہیں رہتا خالی سلامٌ علیک
تیرا متبع حق کا محبوب ہے 　 مُراد اس نے پالی سلامٌ علیک
تمنا ہے حاصل ہو ہر ایک کو 　 وہ رنگِ بلالی سلامٌ علیک
تیری شان ۔ جو بات مطلوب ہو 　 وہ حق سے منالی سلامٌ علیک
یقیں ہے کہ عالم پہ لہرائے گا 　 یہ پرچم ہلالی سلامٌ علیک
یہ ہے عیدِ میلاد ۔ دیدِ سعاد 　 ہے کب ہونے والی سلامٌ علیک
مطوّل کرو مختصر ۔ دور ہو 　 یہ "دورِ خیالی" "سلامٌ علیک"
یہ توضیح تلویح سے ہو چکی 　 اٹل ہے بحالی سلامٌ علیک
ہے موعود احمد میں دیکھا ترا 　 وہ جلوہ جمالی سلامٌ علیک
نچھاور کئے آج اکملؔ نے بس 　 یہی کچھ لآلی سلامٌ علیک

قطعہ

سبز گنبد کی جالیوں کے پاس 　 قبلہ رو ہو کے میں یہ عرض کروں
مرے معبود یہ تھا محبوب 　 میرا شافع ہو جب کبھی میں مروں

ہوئے آنحضرت صلعم کو تمام دنیا کے لئے مکمل نمونے کے طور پر پیش کیا۔

آخری تقریر مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حال مقیم یادگیر کی رسول کریم کی قوت قدسیہ پر ہوئی۔ جس میں آپ نے چند ایک واقعات سے بتایا کہ رسول کریم اعلیٰ قوت قدسی کے مالک تھے۔ اور آپ کی روحانی قوت تمام دنیا کے لوگوں کی روحانی قوتوں سے بڑھ کر تھی۔ آپ کی اس عظیم قوت قدسی کا نتیجہ تھا کہ عرب کے وحشی اور غیر مہذب لوگ چند سالوں کے اندر اندر ایک مہذب قوم بن گئے۔

مکرم محمد خواجہ صاحب غوری نے اپنی صدارتی تقریر کرتے ہوئے آنحضرت صلعم کی سیرت پر مختصر روشنی ڈالی۔ بالآخر دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار محمد رحمت اللہ غوری
قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

کرڈاپلی نگر یادا اڑیسہ)

حسب اعلان مورخہ ۲۵ر اگست ۱۹۶۱ء کرڈاپلی علاقہ نگریا بعد نماز مغرب جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصدارت مکرم شیخ قمر علی صاحب دلبرا پریذیڈنٹ جماعت منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی جن میں جماعت کی مستورات بھی برعایت پردہ شامل تھیں۔ سب سے پہلے تلاوت قرآن کریم محمد شمس الدین صاحب نے کی اور اس کے بعد مدرسہ احمدیہ کے چھوٹے چھوٹے بچے بچیوں نے خوش الحانی سے نظم سنائی۔ عزیز شیخ عبد الشکور و میاں عبد الباری نے باری باری مختصراً حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک کے ایک ایک حصہ پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں محترم مولوی محمد صدیق صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت و مال نے اپنی تقریر شروع کی۔ جو قریباً ۱۵ - ۲۰ منٹ تک جاری رہی بالآخر خاکسار نے موقعہ کے مناسب حال اق

اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما پڑھ کر اپنی تقریر سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کی مبارک سیرت کے تمام چیدہ چیدہ پہلوؤں پر مختصراً روشنی ڈالی۔ نیز حضور اکرم کے قول "بعثت لأتمم مکارم الاخلاق" کو مدنظر رکھتے ہوئے دینی اور دنیوی خیر و برکت کا سرچشمہ "درود شریف" کے فضائل اور برکات کو مندرجہ بالا قرآنی آیت اور احادیث کی روشنی میں بھی بیان کیا۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک

عاجز سید صمصام الدین احمد خادم سلسلہ

جماعت احمدیہ کوٹپلہ

مقررہ تاریخ پر نماز مغرب و عشاء جمع کرنے کے بعد جماعت احمدیہ کوٹپلہ کے نائب صدر مکرم شیخ عبد الغفار صاحب کی صدارت میں جلسہ سیرت النبی صلعم کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ جو کہ مکرم عبد اللہ خاں صاحب نے کی۔ نیز نظم حسین خاں صاحب نے۔ خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلعم کی ابتدائی زندگی سے لے کر ہجرت تک کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے۔ خاکسار کی تقریر کے بعد مبلغ علاقہ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض بعثت سے قبل عرب کی حالت اور بعثت کے بعد کے کارناموں کو احسن رنگ میں بیان کیا۔ آخر میں صاحب صدر نے آنحضرت صلعم کی تعلیم پر پورے طور پر عمل کرنے کی طرف احباب کو توجہ دلائی اور بعد دعا جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ جلسہ میں خدام، انصار، اطفال

علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ کا بصیرت افروز جواب

(بقیہ صفحہ ۲سے)

اسلام و شعائر اسلام کی حمایت پر آمادہ ہوتے۔ وہ بڑا نازک وقت تھا۔ اور ہندوستان کا طبقہ علماء بالکل سو رہا تھا۔ یا مخالفین اسلام کے سامنے آنے کی جرأت و اہلیت نہ رکھتا تھا۔ کھلم کھلا سر بازار اسلام و صاحب اسلام کی بالکل توہین کی جاتی تھی اور کسی مسلم خانوادہ کو اس کا احساس تک نہ تھا۔ مسلمانوں کے دلوں سے دینی غیرت، اسلامی حمیت بالکل مٹ چکی تھی۔ شعائر اسلام کی پابندی برائے نام رہ گئی تھی اور اس "بے وقت" کا احساس حالی کو تو خیر ایک حد تک ہوا۔ لیکن ہمارے علماء کے ہاتھ بھی دعا کے لئے نہیں اٹھے، قدم اٹھانے کا کیا ذکر ہے۔ الغرض یہ تھا وہ نازک وقت جب قادیان سے ایک مرد غیب اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنی تحریروں، تقریروں اور انتھک کوششوں سے نہ صرف یہ کہ مخالفین اسلام کے ہفوات کا جواب دیا بلکہ مسلمانوں میں ایک ایسی عملی جماعت پیدا کر دی ہے جس کا اعتراف آپ کو بھی ہے۔

آپ نے حضرت میرزا صاحب کو بڑا وقت شناس ظاہر کیا ہے اور اس میں شک نہیں وہ بڑے وقت شناس بزرگ تھے، کیونکہ ان کی تحریک احمدیت اسی وقت شناسی کا نتیجہ تھی لیکن آپ نے اسی ضمن میں ایک فقرہ ایسا بھی لکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وقت شناسی کا استعمال آپ نے کسی اور معنی میں کیا ہے .... کیونکہ اس سلسلہ میں آپ نے مولوی نور الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ میرزا صاحب عربی اور انگریزی نہ جاننے کے باوجود ان دونوں حضرات پر چھا گئے لیکن آپ کا یہ اعتراف وقت شناسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کا تعلق حضرت میرزا صاحب کی بلندیٔ اخلاق اور روحانی قوت سے تھا نہ کہ کتابی علوم سے جس نے ان دونوں حضرات کو اپنا غلام بنا لیا۔

حضرت میرزا صاحب انگریزی جانتے تھے یا نہیں، مجھے اس کا علم نہیں۔ لیکن ان کی عربی دانی سے آپ کا انکار کرنا حیرت کی بات ہے۔ شاید آپ کو معلوم نہیں کہ میرزا صاحب کے عربی کلام نظم و نثر کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف خود عرب کے علماء و فضلاء نے کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے کسی مدرسہ میں عربی ادبیات کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ حضرت میرزا صاحب کا یہ کارنامہ بڑا زبردست ثبوت ان کے فطری و وہبی کمالات کا ہے۔

اب رہا یہ امر کہ انہوں نے نبوت کا دعوےٰ کیا یا نہیں اور ان کا اپنے آپ کو مہبط وحی کہنا درست تھا یا نہیں، سو اس کے متعلق میں اس سے قبل اپنا خیال ظاہر کر چکا ہوں کہ وحی و نبوت دونوں کا سلسلہ ابتداء عہد آفرینش سے جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا جس کا ثبوت قرآن، احادیث و اقوال اکابر ائمہ سے مل سکتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ میرزا صاحب کا اپنے آپ کو مہدی موعود، مثیل مسیح، اور ظل نبی کہنا درست تھا یا نہیں، سو اس کا فیصلہ بھی چنداں دشوار نہیں۔ وہ حضرات جو مہدی موعود و مثیل مسیح والی احادیث کو صحیح مانتے ہیں ان کے لئے تو انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں، کیونکہ وہ تمام شرائط جو احادیث میں مذکور ہیں بڑی حد تک میرزا صاحب پر منطبق ہوتی ہیں۔ لیکن وہ حضرات جو احادیث کے قائل نہیں ہیں، وہ بھی مہدی و مسیح کی بحث سے قطع نظر میرزا صاحب کے خلوص کردار خدمت دین اور احیاء اسلام کے پیش نظر یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ حضرت میرزا صاحب یقیناً اپنے عہد کے بہت بڑے انسان تھے اور انہوں نے اسلام کی جتنی مخلص خدمت انجام دی ہے اس کی دوسری مثال ہمیں کسی اور مسلم جماعت میں نہیں ملتی۔

اس میں شک نہیں کہ مولوی نور الدین صاحب کی وفات کے بعد بعض افراد احمدی جماعت کے قادیان سے ہٹ کر لاہور چلے گئے۔ لیکن اس کا تعلق اختلاف عقائد سے نہ تھا، کیونکہ وہ اب بھی میرزا صاحب کو ظل نبی و مہبط وحی یقین کرتے ہیں، بلکہ اس کے اسباب کچھ اور تھے جو حصول سیادت و تفوق کے جذبہ سے وابستہ تھے۔

علامہ اقبال کی جس تحریر کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ۱۹۳۳ء کے بعد کی ہے جب احرار کی شورش سے مرعوب ہو کر اپنی جان چھڑانے کے لئے وہ اس بیان دینے پر مجبور ہو گئے ورنہ اس سے قبل وہ احمدیت کے بڑے مداح تھے۔ چنانچہ حضرت میرزا صاحب کی وفات کے دو سال بعد علیگڑھ کے اسٹریچی ہال میں انہوں نے جو تقریر کی تھی، اس کا ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ:- "پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقۂ احمدیہ کہتے ہیں"!

آپ نے جن خطابات تقدیس کا ذکر کیا ہے وہ میری رائے میں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے۔ ام المومنین، ازواج مطہرات وغیرہ ایسے الفاظ نہیں کہ ان کو سامنے رکھ

کر احمدیت یا عقائد احمدیت کو لغو و باطل قرار دیا جائے۔ نزاع و اختلاف کی صورت میں ایسی معمولی باتوں سے استدلال کرنا احساس کمتری کے مظاہرہ سے زیادہ نہیں۔ اس باب میں اگر آپ احمدی جماعت کے دلائل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی وہ رپورٹ پڑھ دیکھئے جس سے اس مسئلہ پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔

اب رہا آپ کا یہ ارشاد کہ میں میرزا غلام احمد کی ذات اور احمدیت دونوں کو ایک دوسرے سے جدا سمجھتا ہوں' صحیح نہیں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جتنے سچے احمدی ہیں وہ سب کے سب میرزا صاحب کی ہدایات پر عامل ہیں، اور یہ ہدایات وہی ہیں جن کی پاکیزگی سے آپ کو بھی انکار نہیں۔

مابعد الطبیعاتی مسائل میں البتہ مجھے احمدی جماعت کیا، تمام مسلم جماعتوں سے اختلاف ہے۔ سو اس کا تعلق بالکل میری ذات سے ہے۔ اور خدا کا جو تصور میرے سامنے ہے وہ تمام مذاہب کے تصور سے مختلف ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ اصل چیز عقاید نہیں بلکہ اعمال ہیں اور اعمال کے لحاظ سے احمدی جماعت اس وقت اسلام کی تنہا نمائندہ جماعت ہے۔

(رسالہ نگار بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۲۳)

احرارِ یورپ کا رُوحانیت کی طرف رجحان

اور کمیونزم کے مقابلہ کی اصل صورت

آج دنیا سیاسی لحاظ سے دو بڑے بڑے حصوں میں منقسم ہے یعنی اشتراکیت اور سرمایہ داری مادہ پرست اقوام جنہوں نے دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ رکھا ہے انہیں روحانیت سے کوسوں دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اسی سائینسی دور میں جبکہ انسان خلاء کی تسخیر اور چاند تاروں تک کی خبر لانے میں منہمک ہے اپنی ذہنی پستی حالی کی بدولت ہراساں و پریشان ہے اور اُسے ایک گونہ سکون کی ضرورت ہے لیکن اُسے یہ سکون ان مادی ترقیات میں نظر نہیں آرہا ہے۔ چنانچہ اس کے آثار آئے دن ہمارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ابھی ابھی کلکتہ کے مشہور اخبار "امرت بازار پتریکا" کی ۲ راگست کی اشاعت میں ایک صاحب مسٹر O.R. Hicks نے روٹری کلب میں تقریر کرتے ہوئے کمیونزم کے استیصال کے لئے جو تجویز بتائی ہے وہ اسبات کی نشاندہی کرتی ہے کہ دنیا اب ان "ازموں" سے تنگ آچکی ہے۔ وہ دن دور نہیں کہ روحانیت کا سورج ان تاریکیوں کے زرّے زرّے کو جگمگا دے گا۔ اور دنیا یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گی کہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

جناب ہکس صاحب اپنی تقریر میں ایک نئی سیاست کو پیش کرتے ہوئے یوں گویا ہیں۔ کہ Moral Re-Armament کی سخت ضرورت ہے جو کہ کمیونسٹ کا زبردست توڑ ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں:-

This new statesmanship The Government Industry Trade Unions and all people to give the ideology of M.R.A (Moral Re-Armament) priority to act on such a scale & such a speed that instead of following the historic road of violence & disintegrations may turn back to God Then Empty Hands will be filled with work Empty Stomach with food & empty hearts with an idea which really satisfies, this is the new statesmanship

یعنی "اخلاقی مضبوطی اور احیاء - یہ نئی سیاست

حکومت صنعتی و تجارتی ادارے اور تمام لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اخلاقی مضبوطی کو اس معیار اور اس رفتار سے ترجیح دیں کہ بجائے جارحیت اور اقوام کی تباہی کے رستہ کو اختیار کرنے کے وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ اسی طرح خالی اور بے کار ہاتھ باکار ہو جائیں گے۔ خالی معدے خوراک سے بھرپور ہو جائیں گے۔ اور دلوں کا خلاء اس جذبہ اور نظریہ سے پُر ہو جائے گا جو پورے طور پر تسلی اور اطمینان بخشتا ہے۔ یہ نئی اور کامیاب سیاست ہے"۔

قربان جایئے اس خدا کے مرسل احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہ جنہوں نے آج سے ساٹھ سال قبل یہ پیشگوئی فرمادی تھی کہ ؎

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

ہکس صاحب نے دل کی بات اور خدا لگتی بات یہ کہی ہے کہ روحانیت سے خالی دل ایک ایسی چیز سے بھرپور ہو جائے جو کہ حقیقت میں اس کی تسلی و تشفی کا موجب ہوگی۔ کیا یہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل نہیں ہے کہ آج وہ احرارِ یورپ جو روحانیت کے لحاظ سے بالکل مُردہ تھے۔ اب اُن میں زندگی کے آثار آرہے ہیں اور روحانی آبحیات کے تشنہ ہیں۔ آج کا انسان باوجودیکہ مادی طور پر ترقی کے نصف النہار تک پہنچ چکا ہے۔ مگر اس کے دل کی تسلی کے لئے کوئی سامان نہیں ہے اور اگر کوئی سامان نظر آتا ہے تو وہ خدا کی طرف پھر دوبارہ رجوع کرنے میں ہی نظر آتا ہے۔ ہاں اس نے یہ دیکھ لیا ہے کہ مادی ترقیات اسکی اشتہاء طبع کی تسلی کے لئے کافی نہیں اور صرف پیٹ بھر کر کھانا اور عیش و عشرت کی زندگی ہی اس کی پیدائش کا مقصد نہیں ہے۔

مہاگرم ہے او بے وقت ہے آہنگری

ڈاکٹر اختر احمد صاحب اورینوی کا کلکتہ میں احبابِ جماعت سے خطاب

از مکرم محمد نور عالم صاحب احمدی (بیگوسرائی) کلکتہ

مکرم جناب پروفیسر اختر احمد صاحب اورینوی ایم۔ اے۔ ڈی لٹ کلکتہ یونیورسٹی کی دعوت پر ۸ راگست کو تشریف لائے۔ آپکے قیام کے دو دن مصروفیتوں میں گذرے۔ گلشنِ ادب کے نایاب پرندے عوام کیلئے اکثر عنقا ہو جاتے ہیں اور ان کا آسانی کے ساتھ دام میں آجانا ممکن نہیں تاہم جماعت کے دوستوں کی تحریک پر آپنے ۸ راگست کی شام کو انجمن احمدیہ میں بعد نماز مغرب احبابِ جماعت سے خطاب فرمایا ۲۵ منٹ کی تقریر میں آپنے فرمایا کہ عصرِ حاضر میں مادیت کا ظہور دو شکلوں میں ہوا ہے اسکی ایک شکل خنزیریت ہے اور دوسری صلیبیت۔ احمدیوں کو ان دونوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ روس کا لادینی نظام معاشرہ خنزیریت کو تسخیر عالم کے لئے بروئے کار لارہا ہے اور امریکہ کا دینی شعور سیاسی غلبہ حاصل کرنے کے لئے صلیبیت کا سہارا لیتا ہے۔ ان ہی دو پُرخطر محاذوں پر احمدیت کو نبرد آزما ہونا ہے۔ فتح کے ظاہری اسباب احمدیوں کی دسترس سے باہر ہیں۔ ایثار و اتقا کا وہ روحانی مقام بھی ابھی میسّر نہیں۔ جہاں اذنِ ایزدی ناممکن کو ممکن سے بدل دیتا ہے ایسی مادہ پرست دنیا میں روحانی انقلاب لانے کیلئے مرزائی صرف دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جسکے نتیجہ میں عزم، صلاحیت اور جذبۂ ایثار پیدا ہونے ہیں۔ اگر ہم نے کسی قسم کا تکاہل یا تساہل برتا تو اللہ تعالیٰ بے سبب بے نیاز ہونیکے یہ ذمہ داری کسی اور قوم کے سپرد کر دے گا جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آچکی ہوگی۔

آپنے فرمایا کہ بڑے بڑے شہروں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ جلد احمدیت قبول کرینگے خوش فہمی ہے۔ تاریخ عالم اس قسم کا حادثہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ شہروں میں رہنے والے صنادید کے دلوں کے بدلنے کے لئے مسلسل جد و جہد کی ضرورت ہے اور اسکے لئے طویل مدت درکار ہے۔ یا پھر یوں ممکن ہے کہ فرشتے عرش سے فرش پر آجائیں اور شہ زوروں اور گردنوں سے اُنکی اصلاح کر دیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے کہ قبولِ حق میں گاؤں کے بسنے والے آگے بڑھے ہیں۔ مفلس و غریب نے انبیاء کرام کا ساتھ دیا ہے اگر ایسا کبھی ممکن ہوتا کہ بڑے بڑے شہروں سے پہلے حق بلند ہوتی تو پھر سب سے پہلے تہران، بغداد اور القرہ کو یہ فضیلت کے دن نصیب ہوتے لیکن ایسا نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان جیسے دور افتادہ گاؤں کو مرکز بنایا۔ (حضرت ربوہ حیّٰ پر کلام)

کامیابی ہمارے قدم چومیگی ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
زبدلی بال دراسش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا
کریما صدکرم کن برکسے کو ناصر دین است
بلائے اُد بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے ہم حقدار اس وقت ٹھہرتے ہیں جبکہ ہم آپکے موعود خلیفہ کی ہر آواز پر لبیک کہتے چلے جائیں ورنہ اسلام کو تو ہر حال پہنچنا ہے اور دنیا پر غالب آجانا ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہمت ایں اہو نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

دعا ہے کہ مولا کریم ہماری کمزوریاں کو دور فرمائے اور اپنے فضل سے توفیق بخشے کہ ہم صحیح معنوں میں احمدی کہلا سکیں۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

خاکسار سید حمید الدین احمد
سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ
جمشید پور

کابکس صاحب نے مادی ترقیات کے باوجود خالی ہاتھ، خالی پیٹ اور خالی دل کا جو نقشہ پیش کیا ہے اُسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و طال عمرہٗ کے مندرجہ ذیل ملفوظات سے مقابلہ کرنے پر ہمیں دنیا کی موجودہ بے چینی کا حل نظر آجاتا ہے۔ اور ہمارے لئے تازیانے کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں "مادی زندگی کی مثال صرف اس برتن کی سی ہے۔ جو خالی پڑا ہو۔ جب تک برتن کے اندر کوئی چیز موجود نہیں پیٹ کس چیز سے بھرے گا .....

... مادہ پرستوں کی مثال اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے ضَلَّ سَعْیُہُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اُن کا روحانیت کا خانہ بالکل خالی ہے اور ان کی ساری طاقتیں دُنیا پر صرف ہو رہی ہیں"۔ فرمودہ ۲۵ راپریل ۱۹۴۴ء بمقام قادیان منقول از اخبار الفضل مورخہ ۲۹ رجولائی ۱۹۶۱ء۔ لہٰذا ہمارے لئے یہ ازبس ضروری ہے کہ اس خانہ پُری کیلئے تن من اور دھن کی بازی لگادیں اور ثواب دارین کے مستحق ٹھہریں۔ ہم موعود خلیفہ کے مبارک دور سے گذر رہے ہیں اور ہمارے قدم قدم پر ہمارے موعود خلیفہ نے نیکیوں میں سبقت لے جانے کی راہ نکال ہے۔ اگر خدانخواستہ اس سبقت کی دوڑ میں ہم پیچھے رہ گئے تو پھر یہ مغربی اقوام جنہوں نے مادی ترقیات میں پہلے ہی قدم آگے نکالا ہوا ہے اُنہیں ہی خدا تعالیٰ توفیق بخش دیگا کہ وہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں داخل ہو کر مطابق حدیث شریف مغرب سے سورج طلوع ہوگا کی مصداق ٹھہر جائیں گی اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں گے کیونکہ آج کی دنیا بیماریت یا اسلام ہی اُن کے دکھوں کا واحد علاج ہے۔ اسلئے ہمیں خدا رہبر قدم اٹھائیں گے اتنی جلدی ہی

منقولات

ایک زود اثر نسخہ

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت معاصر الجمعیۃ دہلی نے اپنی ۱۶ راگست کی اشاعت (سنڈے ایڈیشن) میں ایک قابلِ قدر نوٹ سپردِ قلم کیا ہے۔ جسے ریکارڈ کی خاطر ذیل میں بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ البتہ ارتباط کی غرض سے اس سے قبل کا حصہ جو "فروعی مسائل کا انبار" کے عنوان سے لکھا گیا پہلے درج کرتے ہیں

فروعی مسائل کا انبار

"ہمیں ایک پمفلٹ "ضرورتِ وقت" کے نام سے موصول ہوا ہے۔ جس میں بانزار باغ ضلع گونڈہ کے ایک عظیم الشان مناظرہ کی کارروائیوں پر اظہار افسوس کیا گیا ہے۔ اس مناظرہ میں اکابر امت کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ اور ایک اشتہار میں اساطین علم و فضل کو "دیو کے بندے" اور "وہابی" کے لقاب سے یاد کئے گئے ہیں۔ الجمعیۃ میں فروعی عقائد سے کوئی بحث نہیں کی جاتی۔ کیونکہ یہ ہر مکتب خیال کا ترجمان ہے۔ اور سب کو اتحاد اور تعاون کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن جو لوگ اس نازک دور میں بھی کفر سازی کے کارخانے کھول رہے ہیں انہیں امت کا بہی خواہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ فہم کا اختلاف قدرتی ہے اس لئے فروعی مسائل میں اختلاف کا پیدا ہونا بھی ناگزیر ہے اگر ایک فرقہ چاہتا ہے کہ اس کے خیالات و عقائد کا احترام کیا جائے تو اسے بھی دوسروں کے خیالات کا احترام کرنا چاہئیے۔ اسی سلسلہ میں ہم دو بنیادی باتوں پر توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ جن میں ایک کا تعلق علماء کرام سے ہے اور دوسری کا تعلق عوام سے۔

ایک زود اثر نسخہ

اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے کہ کسی قول کی تشریح وہی معتبر ہوگی جس کا اظہار اُس کے قائل کی طرف سے ہوگا۔ تو آج تمام مذہبی تفرقے آن کی آن میں ختم ہو سکتے ہیں۔ سُنّی مسلمان شیعوں سے دریافت کریں کہ فلاں فلاں مسئلہ میں تمہارا عقیدہ کیا ہے۔ اگر وہ اس کی تشریح کر کے بتا دیں کہ ان کے خیالات یہ ہیں تو سُنیوں کا فرض ہے کہ ان کی اس تشریح کو تسلیم کریں۔ اسی طرح شیعہ حضرات کو اہلِ سنت سے ان کے عقائد دریافت کرنے چاہئیں اور ان کی تشریح کو تسلیم کرنا چاہئیے جن لوگوں کو علماء دیوبند سے اختلاف ہے وہ خود ان سے ان کے عقائد کی بابت دریافت کریں اور وہ جو کچھ بتائیں اسے حرفِ آخر سمجھیں جس عقیدہ میں اختلاف ہو اسے آپس میں بیٹھ کر طے کریں اور باقی باتوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں۔ فساد کی یہ ہے کہ ایک فرقہ خود ہی دوسرے فرقہ کی طرف بعض باتیں منسوب کرتا ہے۔ اور پھر ان پر جھگڑا شروع کر دیتا ہے۔ کسی فرقہ کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے فرقہ کی طرف کوئی بات منسوب کرے۔ منسوب کرنے سے پہلے خود اسی سے دریافت کرے کہ وہ اس کی کیا تشریح کرتا ہے۔ اسی طرح فروعی اختلافات اسّی فی صدی ختم ہو جائیں گے۔ مگر غضب تو یہ ہو رہا ہے کہ "وہابی" کہتا ہے کہ میرا یہ عقیدہ اور مسلک نہیں۔ مگر مخالف کہتا ہے کہ تو ہزار انکار کرے مگر تیرا یہی عقیدہ ہے۔ جو میں تیری طرف منسوب کر رہا ہوں۔"

دوسری بات مسلم عوام کے لئے ہے۔ وہ یہ کہ جو لوگ اختلافی مسائل کی آڑ میں امت کو انتشار اور تفرقہ کی دعوت دیں اور دوسروں پر کفر کے تیر چلائیں وہ ان کا بائیکاٹ کر دیں۔ اور ان سے کوئی سروکار نہ رکھیں۔ جب یہ فتنہ پرداز عوام کو ہاتھ سے نکلتا ہوا دیکھیں گے تو وہ خود راہ راست پر آجائیں گے۔ اگر مسلمانوں کو صرف عقائد کے فتنوں سے بچنا ہے۔ تو وہ اس نسخہ کو آزما کر دیکھیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔"

(الجمعیۃ دہلی ۸/۱۶ ۶)

ڈاکٹر اختر احمد صاحب اورینوی کا خطاب

—— (بقیہ صفحہ ۹) ——

امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اشاعتِ اسلام کے لئے نئے مرکز کا انتخاب کرتے وقت ربوہ جیسے غیر ذی زرع علاقہ کو زیرِ نگاہ رکھا لاہور کو نہیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ احمدی غریب ہوتے ہیں۔ ان میں خال خال ہی دولتمند نظر آتے ہیں۔ لیکن کیا یہ دولتمند اپنے غریب احمدی بھائیوں سے ملتے وقت بشاشت محسوس کرتے ہیں؟ کیا کوئی سطح ایسی بھی دریافت ہو سکتی ہے جہاں پہونچ کر ایک دولتمند احمدی اپنے اقبال کو اور غریب احمدی اپنے افلاس کو بھول جاتا ہوا محبت و پیار کی فضاء میں بلا جھجک دونوں ملتے ہوں؟ فرمایا احمدیت سارے مصنوعی امتیازات کو مٹانا چاہتی ہے مکرم پروفیسر صاحب نے فرمایا۔ صحیح احمدیہ تمدن اُسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب کسی خاص علاقہ میں کثیر احمدی آباد ہوں یا وہاں کی آبادی میں غالب حصہ احمدی ہو۔ انڈونیشیا اور بعض افریقی ممالک میں تبلیغ احمدیت کی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہاں جماعت کی طرف سے مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ اور تعلیمی ادارے قائم کئے جا رہے ہیں۔ یہ سب ہمارے روشن مستقبل کے لئے نیک شگون ہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کا گلدستہ

از جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے احمدیہ جماعت اپنی ابتداء سے ہی ملکی اور بین الاقوامی اتحاد اور امن کی علمبردار ہے۔ اور اس سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اور آپ کے خلفائے عظام اور دیگر بزرگوں نے بہت جدوجہد اور کوشش سے قیام امن کی تحریکات میں عملی حصہ لیا ہے۔ اور مختلف اقوام کے سامنے ایسی تعلیمات پیش کی ہیں۔ جن سے اتحاد اور امن کے قیام میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی وفات سے ایک دن پہلے اپنی آخری تصنیف پیغام صلح کے نام سے تحریر فرمائی۔ جس میں ہندو مسلم اختلافات کو دور کرنے کے لئے نہایت عمدہ کارآمد تجاویز بیان فرمائیں۔ افسوس ہے کہ اس گرانقدر تحریر میں پیش کردہ تجاویز پر بروقت عمل نہ کیا گیا اور ہندو مسلم منافرت بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ملک دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

لیکن احمدیہ جماعت اب بھی اس امر میں کوشاں ہے کہ ملک کے اندر مختلف قوموں اور مذاہب کے مناقشات دور ہو کر باہمی اتحاد و اتفاق کی رو چلے اور ہمارا ملک پُر امن طریق پر اپنے مسائل کو حل کر سکے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مذکورہ بالا کتاب "پیغام صلح" کے کئی ایڈیشن اردو۔ ہندی اور انگریزی میں شائع کئے جا چکے ہیں۔ اسی تعلق میں سکھ مسلم اتحاد کے قیام کے لئے اور ان دونوں قوموں کے درمیان مفاہمت اور بردباری پیدا کرنے کے لئے گورمکھی میں ایک کتاب "جوتی پرکاش" کے نام سے ہزاروں کی تعداد میں نظارت ہذا کی طرف سے شائع کی جا چکی ہے۔ اس کتاب کی ملک کے مؤقر اخبارات اور قومی لیڈروں نے بہت تعریف کی ہے۔ اور پنجاب سرکار کے ایک معزز رکن کی خواہش کے مطابق وسیع اشاعت کے لئے اس کا اردو ترجمہ "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" کے نام سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے عوام اور خواص کی تحسین و آفرین کا باعث بن چکا ہے۔

اس سلسلہ میں نظارت ہذا کی طرف سے ہندو مسلم اتحاد کے متعلق بھی بہت محنت اور عرقریزی سے ایک کتاب تیار کی جا چکی ہے جو عنقریب اشاعت پذیر ہوگی۔ اس کتاب میں ہندو مسلم اتحاد کے متعلق نہایت شاندار اور اُلفت انگیز واقعات کو تاریخی سندات سے جمع کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب ہندو مسلم اتحاد کے تعلق میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھے گی۔ اور ان دونوں عظیم الشان قوموں میں رواداری اور باہمی اتحاد کے جذبات کو پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔

اس تعلق میں احباب سے التماس ہے کہ وہ اس ضروری اور گرانقدر تصنیف کی اشاعت میں درمے دامے امداد فرمائیں۔ تاکہ جلد از جلد امن و اتحاد کا یہ موتی منصۂ شہود پر آسکے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بعثت کا وہ مقصد جو آپ کے "شہزادۂ امن" کے خطاب میں پایا جاتا ہے پورا ہو۔

عزیزو اور دوستو! یہ خدمت دین اور قوم و ملک کا زریں موقع ہے اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں۔ نہ معلوم یہ دن اور یہ بہار پھر کب آئے۔

خاکسار

مذہب و ملک کا خیر اندیش

مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ہندو پاک کے صدر نشین ادیبوں میں آپ امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ اپنی ادبی تخلیقات میں آپ نے جا بجا حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ذکر فرما کر کالجوں، یونیورسٹیوں اور اعلےٰ ادبی حلقوں میں احمدیت کو زیرِ بحث لایا ہے۔ یہ ایک جرأت مندانہ اقدام ہے جو لائق تحسین ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ موصوف کی صحت و بیش از پیش خدمات دین کی توفیق پانے کی دعا فرمائی جائے

ولادت میری چھوٹی ہمشیرہ کے ہاں مورخہ ۶۱-۸-۲۱ کو لڑکی تولد ہوئی۔ نومولودہ راجہ غلام محمد صاحب آف چک ایریاں کی نواسی اور راجہ غلام محمد صاحب گرداور آف نونہتی کی پوتی ہے۔

احباب دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ بچی کو نیک صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

خاکسار منیر احمد ابن راجہ غلام محمد خان

صدر جماعت احمدیہ چک ایریاں کشمیر

بقایا دار احباب توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا"

گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر سخت انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ جاتا ہے چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ کئی ماہ یا کئی سال سے چندہ کا تارک ہو ایسا شخص اپنے تاریک انجام کے متعلق خود غور کر سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقایا ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ کرائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے"

ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں اپنی ذمہ واری کا پورا احساس کریں۔ اور اپنی ذاتی مشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی مشکلات کو مقدم رکھتے ہوئے ایثار و قربانی کا اعلےٰ نمونہ پیش کریں۔ اور اپنے ذمہ بقایا چندہ جات کی رقوم کو جلد از جلد ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔

بعض جماعتوں کے ذمہ بقایا کی کثیر رقوم واجب الادا ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ ابھی سے اپنے موجودہ چندوں کے ساتھ ساتھ بقایا جات کو بھی ادا کرنا شروع کر دیں تاکہ آخر مالی سال تک ان کے چندوں کا تمام حساب صاف ہو سکے۔

جملہ امراء و صدر صاحبان اور مبلغین سلسلہ سے اس بارہ میں خاص کوشش اور تعاون کی درخواست ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام احباب کو اپنے فضل سے فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

بہشتی مقبرہ کی تزئین کے لئے

مخلصانہ تعاون

میں نے گذشتہ جون میں محترم جناب رحمت اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دہلی کو (جو ماربل چپس کا سامان تیار کرتے ہیں) تحریک کی تھی کہ وہ بہشتی مقبرہ کے لئے ماربل چپس کے گملے تیار کر دیں۔ انہوں نے اس کا وعدہ کیا تھا چنانچہ میں حال ہی میں جب دہلی گیا تو انہوں نے ایک درجن تیار شدہ گملے (جن کی مارکیٹ قیمت ۲۵ روپیہ فی گملہ ہے) دیئے ہیں۔ اور گملوں کو قادیان تک پہنچانے کے بار برداری کے اخراجات بھی ادا کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ اور مال و اخلاص میں برکت بخشے۔

احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بہشتی مقبرہ کے تزئین و آرائش کا کام جاری ہے۔ اور کئی احباب نے اس سلسلہ میں اپنا طوعی تعاون پیش فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اسلام کی فتح کا دن

تحریک جدید کے ذریعہ سے تبلیغ اسلام کا جو شاندار کام ہو رہا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ مجاہدین تحریک جدید نہ صرف اپنے سال رواں کے وعدے جلد از جلد ادا کر دیں۔ بلکہ وہ اپنے گذشتہ سالوں کے وعدوں میں نمایاں اضافہ بھی کریں۔ تاکہ کام زیادہ سے زیادہ وسیع طور پر ہو سکے۔ اور اسلام جلد از جلد تمام دنیا پر غالب آ سکے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں اسلام کی فتح کا دن دیکھنا نصیب کر دے۔ اور ہماری موتیں ہماری پیدائشوں سے زیادہ مبارک ہوں اور کامیابی ہمارے قدم چومے۔ اور ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فاتح جرنیل بن جائیں۔ اور قیامت کے دن تمام دنیا کی حکومت کی کنجیاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھنے کا فخر حاصل کریں۔

اپنے فرض کو سمجھو اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وفادار سپاہیوں کی طرح کفر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ"

تحریک جدید کے موجودہ مالی سال میں سے نو ماہ گذر چکے ہیں اور صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اس لئے احباب کو جلد از جلد اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ضروری اعلان

ہمارے ایک معزز احمدی ذمہ دار دوست کو مندرجہ ذیل کتب کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس یہ کتب یا ان میں سے کوئی قابل فروخت ہو تو قیمت کی تعیین کے ساتھ دفتر ہذا کو اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

(۱) انگریزی تفسیر القرآن جلد اول شروع تا پارہ دس

(۲) راہنمائے تبلیغ

(۳) میرزائی اور خونی مسیح و مہدی

مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

چندہ تحریک جدید کی تفصیل

تحریک جدید کا حساب انفرادی ہوتا ہے۔ اس لئے احباب اور سیکرٹریان مال و تحریک جدید کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ چندہ تحریک جدید کی رقوم ارسال کرتے وقت ساتھ ہی تفصیل سے دفتر محاسب یا دفتر تحریک جدید کو اطلاع دیا کریں۔ تاکہ رقوم کا اندراج بروقت ہو سکے اور ہر فرد کا حساب درست رہے۔ رقوم بلا تفصیل آنے کی صورت میں کوئی اندراج نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تفصیل منگوانے کے لئے خط و کتابت کرنی پڑتی ہے۔ اور اس طرح سلسلہ کا خرچ بڑھ جاتا ہے۔ حالانکہ سلسلہ کے اخراجات میں کمی کرنا بھی چندہ میں شامل ہوتا ہے امید ہے احباب اس طرف خاص توجہ فرما دیں گے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان۔

اعلانِ دُعا

ایک غیر مسلم دوست خیراتی لال صاحب انبالہ چھاؤنی سے لکھتے ہیں کہ میں متواتر ۱ سال سے بیمار چلا آ رہا ہوں میں نے آپکا آسمانی تحفہ بہت سا پڑھا ہے میں آپ کی فرائض کیا ہے آپ سے درخواست دعا کرتا ہوں جملہ احباب بزرگان سلسلہ اللہ پاک کو کامل شفا پانے کیلئے خصوصیت سے دعا میں الحاح کریں ان میں اخلاص پیدا کرے اور سلسلہ کا شیدائی ظاہر ہو۔ مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

۸۰ صفحہ کا رسالہ

مقصد زندگی

احکام ربانی

کارڈ آنے پر

مُفت

عبداللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن

قبر کے

عذاب سے بچو!

کارڈ آنے پر

مُفت

عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

دعائے مغفرت

مورخہ ۲۳ ۸/۶۱ کو میاں نصیر الدین صاحب ساکن سونگڑہ کی اہلیہ صاحبہ وفات پا گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور انکے شوہر میاں نصیر الدین اور ان کے لڑکے لڑکیوں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

خاکسار عبد الستار امیر جماعت

خبریں

ڈی سی گورداسپور کی پریس کانفرنس

گورداسپور ۱۲ ستمبر جناب کے سی پانڈے ڈی سی گورداسپور نے اپنی ماہانہ کانفرنس میں کل یہاں بتایا کہ سارے ضلع میں لا اینڈ آرڈر کی حالت اچھی رہی اور کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا۔ جناب ایس پی صاحب نے تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ خاص انتظامات کے نتیجہ میں اس ماہ جرائم میں پہلے کی نسبت بہت کمی رہی۔ حتیٰ کہ تیرہ تھانوں میں صرف ایک کیس نقب زنی کا ہوا ہے۔ جو برسوں میں وقوع میں آیا۔ حال ہی میں ضلع کی پولیس نے بڑے پیمانہ پر بجلی کے سامان کی چوری کرنے والے ایک گینگ کو پکڑنے میں کامیاب ہوئی ہے جن کے قبضہ سے ۳۴½ من کاپر وائر - ۲۴ الیکٹرک سوئچ برآمد ہوئے۔ جو دھاریوال دینا نگر۔ بٹالہ سری ہرگوبند پور کے مقامات سے لائن مین نے اتار کر گرفتار کئے گئے چھ ملزمین میں سے چار تو محکمہ بجلی ہی کے ملازم تھے۔ انہیں میں بٹالہ کا ایک لائن مین ان کا رنگ لیڈر تھا۔ آپ نے بتایا کہ اب تک اکالی ۳۰ کمیونسٹ ۱۷ گرفتار کئے گئے ہیں۔ اور دفعہ ۱۰۷ کے ماتحت ۱۱ کی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ نیز دفعہ ۱۱۰ کے ماتحت ۱۱۷ غنڈے گرفتار کئے گئے۔ اس تعداد میں غنڈوں کی گرفتاری پچھلے پانچ سالوں کا ریکارڈ ہے۔ کیونکہ اس سے قبل اتنی تعداد میں اس دفعہ کے ماتحت گرفتاریاں نہیں ہوئیں۔ دیہات میں شراب پی کر اودھم مچانے کی تمام بے

ہندوستانی شہری حقوق کی تفویض

گورداسپور ۵ ستمبر۔ جماعت احمدیہ قادیان کے مندرجہ ذیل بچے جو کچھ عرصہ سے اپنے والدین کے پاس پاکستانی پاسپورٹ پر مقیم تھے۔ آج مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۶۱ء کو جناب کے سی پانڈے صاحب کلکٹر گورداسپور نے ان کو ہندوستانی شہریت کے سرٹیفکیٹ عطا فرمائے ہیں۔

۱۔ بشیر محمد بن ولی محمد صاحب سرٹیفکیٹ نمبر ۵۵
۲۔ بشریٰ بیگم دختر ولی محمد صاحب " نمبر ۵۶
۳۔ سلطان احمد ابن " " " نمبر ۵۷
۴۔ ناصرہ بیگم دختر محمود احمد صاحب مبشر " نمبر ۵۸
۵۔ بشریٰ بیگم " " " " نمبر ۵۹
۶۔ سرور احمد ابن " " " " نمبر ۶۰
۷۔ منصور احمد " " " " " نمبر ۶۱

ناظر امور عامہ قادیان

ضابطگیاں ختم ہو چکی ہیں۔ جو دیہات میں پنچوں سرپنچوں وغیرہ کی مدد کے ساتھ ایک خاص مہم چلائے جانے کا خوشگوار نتیجہ ہے۔

جناب ڈی سی صاحب نے حالیہ سیلاب سے متاثرہ علاقہ کے نقصانات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ضلع گورداسپور میں آخر اگست تک سولہ ہزار ایکڑ زمین کو نقصان پہنچا ہے۔ ۹ لاکھ کی فصلیں تباہ ہوئیں۔ اس وقت ضلع میں دو جگہ کیمپ جاری ہیں جہاں اب تک تین ہزار روپیہ سرکار خرچ کر چکی ہے۔ اس کے علاوہ سالویشن آرمی نے بھی غلہ وغیرہ کی امداد دی ہے۔ آپ نے کہا ضلع بھر میں ایک ہزار مکان گرے اور بارہ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔ سیلاب کا سب سے زیادہ اثر گھنیکے بانگر اور اس کے مضافات میں ہوا۔ جہاں ریلیف کا سامان از قسم پارچات۔ ادویات۔ غلہ اور نقد روپیہ کے پہنچایا گیا۔ آپ نے مختلف مقامات میں سیلاب کے زیادہ نقصانات کی آئندہ روک تھام کی متعدد تجاویز کا بھی ذکر کیا۔ اور اس کے علاوہ ضلع میں جاری دیگر تعمیری کاموں کے اعداد و شمار بھی بتائے۔

چنڈی گڑھ ۱۱ ستمبر۔ کمبھہ منتری شری کیروں نے آج پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ حکومت نے صوبہ کے مختلف حصوں میں سیلاب زدگان کو مالیہ اور آبیانہ کی عام معافی اور تقاوی قرضوں اور گرانٹ کے علاوہ دیگر قسم کی ریلیف دینے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ جن کیسوں میں فصلوں کو ۵۰ فیصدی یا اس سے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ اُن میں حکومت ایک چوتھائی نقصان معاوضہ کے طور پر پورا کرے گی۔ اور جہاں نقصان ۲۵ فیصدی سے لے کر ۵۰ فیصدی تک ہوگا۔ وہاں نقصان کا ⅛ فیصدی حصہ معاوضہ کے طور پر دے دیا جائے گا۔ نقصان کا تخمینہ مختلف ضلعوں کی اوسط پیداوار سے کر کے لگایا جائے گا۔ جہاں تک ممکن ہو سکے ماتحت عملہ اپنی مرضی کے مطابق نقصان کا تخمینہ نہ لگا سکے۔ تقسیم پنچائتوں اور نمبرداروں کی مدد سے کی جائے گی۔ کمبھہ منتری کا اندازہ تھا کہ صوبہ میں سیلابوں سے فصلوں کو ۳ کروڑ ۳۰ لاکھ روپے کا اور مکانات کو پندرہ لاکھ روپے کا نقصان پہنچا ہے کوئی نو ہزار روپے کی مالیت کے مویشی پانی میں بہہ گئے ہیں۔ سب سے زیادہ اثر اضلاع امرتسر کرنال۔ روہتک۔ گوڑگانواں اور گورداسپور میں ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ضلع امرتسر میں ۱۰ لاکھ روپیہ تقاوی قرضوں کے طور پر منظور کیا گیا۔ ضلع روہتک کے لئے ۱۶ ہزار من گندم منظور کی گئی۔ اور ۲ لاکھ روپے بطور تقاوی قرضوں کے منظور کئے جا رہے ہیں۔

واشنگٹن ۱۱ ستمبر۔ امریکہ کے ایٹمی شکتی کمیشن نے انکشاف کیا ہے کہ روس نے ایٹمی ہتھیاروں کے دو مزید تجربے کئے ہیں۔ اور ان میں ایک دھماکہ کئی میگاٹن طاقت (یعنی کئی لاکھ ٹن بارود کی طاقت) کا تھا۔ اور یکم ستمبر کے بعد سے جبکہ روس نے ایٹمی تجربات دوبارہ شروع کئے ہیں۔ اب تک کئے گئے پانچ ایٹمی تجربات میں سے یہ سب سے زیادہ طویل تھا۔ یہ تجربے بحیرہ منجمد شمالی کے ایک روسی جزیرہ نووایا زیملیا میں کئے گئے۔ دوسرا ایٹمی دھماکہ کئی ہزار ٹن بارود کی طاقت کا تھا۔ اس طرح یکم ستمبر سے لے کر اب تک روس چھ ایٹمی دھماکے کر چکا ہے۔

جناب سردار گوربھگت سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کی

قادیان میں آمد

قادیان ۶/۹/۶۱ آج جناب سردار گوربھگت سنگھ صاحب ایس۔پی گورداسپور اپنے دورہ پر قادیان تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ میاں شردت پال صاحب ڈی۔ایس۔پی بٹالہ اور سردار سرجیت سنگھ صاحب انچارج تھانہ صدر بٹالہ بھی تھے۔ ایس۔پی صاحب نے ٹاؤن ہال میں شہر کے معززین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ انکی آمد کی یہ غرض ہے کہ وہ اس قصبہ کے معززین سے بالمشافہ گفتگو کر کے ان سے تعارف حاصل کریں۔ نیز اگر ان کے محکمہ یا افسران کے متعلق کوئی شکایت ہو۔ یا نظام حکومت کے معاملات میں کوئی اصلاحی تجویز کسی کے ذہن میں ہو تو اس کا براہ راست علم حاصل کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ شرفاء اور معززین کی عزت و آبرو کے قیام اور فسادی اور شریر عناصر کو دبانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ شہر کے معززین بلا لحاظ قوم و نسل ایک متحدہ محاذ قائم کریں۔ اور پولیس کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ بغیر پبلک کے تعاون کے مؤثر اقدام نہیں کیا جا سکتا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میرے افسران کے متعلق کوئی شکایت ہو۔ یا کوئی اور ضرورت یا اصلاحی تجویز ہو تو مجھے اسی مجلس میں بتا دی جائے۔ میں فرد کارروائی کروں گا۔ اور اگر علیحدگی میں بتانی چاہیں تو بھی میں سننے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اصلاح کی غرض سے پبلک کے سامنے اپنی شکایات اور مشکلات پیش کی جائیں اور اگر اس وجہ سے کوئی نقصان یا دقت پیش آئے تو اسے خندہ پیشانی اور جرأت سے برداشت کیا جائے۔ اصول کی خاطر اس قسم کی تکالیف برداشت کرنا معززین کا شیوہ ہے۔ جناب ایس پی صاحب نے ماسٹر تارا سنگھ صاحب اکالی لیڈر کے برت کے سلسلہ میں فرمایا کہ حکومت نے جملہ حالات کے مدِنظر نہایت تسلی بخش انتظامات کئے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کو کوئی وہم یا خطرہ ہو تو وہ دل سے نکال دے۔ اور سب لوگ اطمینان اور آرام سے اپنے کاروبار اور وظائف حیات میں مصروف رہیں۔ اس موقعہ پر سلسلہ احمدیہ کے بہت سے افراد بھی مدعو تھے۔

جناب ایس۔پی صاحب نے اس اجتماع کے اختتام پر اپنا منشاء ظاہر کیا کہ وہ جماعت احمدیہ کے مقدس مقامات کو دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ مع ڈی۔ایس۔پی صاحب اور بٹالہ اور قادیان کے تھانیدار صاحبان کے ہمارے محلہ میں تشریف لائے۔ مہمان خانہ کے صحن میں محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔اے ناظر امور عامہ نے ان کو خوش آمدید کیا۔ احمدیہ محلہ میں انہوں نے مکرم صلاح الدین صاحب کی معاونت سے سب سے پہلے مساجد کو دیکھا۔ اور منارۃ المسیح کے اوپر چڑھ کر شہر اور مضافات کا نظارہ کیا۔ پھر دفتر زیارت میں پندرہ منٹ کے قریب سلسلہ حقہ کی تاریخ حالات اور تعلیمات کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ بعد ازاں مہمانخانہ میں معزز افسران کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی چونکہ شام کا وقت ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ بہشتی مقبرہ کی زیارت نہ کر سکے۔ اس غرض کے لئے دوبارہ کسی وقت آنے کا وعدہ فرمایا۔ اور بذریعہ جیپ کار واپس تشریف لے گئے۔

جناب ایس۔پی صاحب کے پسندیدہ اخلاق اور بے تکلف گفتگو سے سب اہالیٔ قصبہ بہت مطمئن ہوئے۔ اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ (نامہ نگار)